الفضل

ہفت روزہ | انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 16

جمعۃ المبارک 06/نومبر 2009ء

17/ذی القعدہ 1430 ہجری قمری ❁ 06/نبوت 1388 ہجری شمسی

شمارہ 45

دعوت الی اللہ کا اجر

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بہتر ہے (سرخ اونٹ عربوں کی قیمتی متاع اور دولت سمجھی جاتی تھی)

(بخاری کتاب الجہاد باب دعاء النبی الناس الی ا لسلام حدیث نمبر2724)

ہر احمدی کو اپنے نمونے قائم کرنے ہوں گے تبھی تبلیغ کے میدان میں ترقی ہوسکتی ہے۔ اگر ایک مربی اپنی بھرپور کوشش کر بھی رہا ہو لیکن افراد جماعت کے نمونے اس ماحول میں ایسے ہیں جو دوسروں کے لئے ٹھوکر کا باعث بن رہے ہیں تو مبلغ کی کوشش کوئی کام نہیں دکھا سکتی۔

جوں جوں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے دور جارہے ہیں۔ ایک خاص کوشش اور دعا کے ساتھ ساتھ قربت الٰہی اور معرفت الٰہی کے حصول کے راستے بھی تلاش کرنے چاہئیں۔

تَفَقُّہ فِی الدِّیْن کا یہ بھی مطلب ہے کہ جو دینی علم حاصل کرو اس کا انتشار بھی امام کے تابع رہ کر اور اس کی منظوری سے کرو۔ اگر یہ نہیں ہوگا تو خلافت علیٰ منہاج نبوت کا تصور ہی غلط ہوجائے گا۔

ہمیشہ سمجھیں کہ آپ کے ہاتھ کے پیچھے آج احمدیت اور حقیقی اسلام کا چہرہ ہے جسے آپ نے کبھی نقصان نہیں پہنچنے دینا اور ہر وقت چوکس رہنا ہے اور ہر احمدی نے خلافت احمدیہ کی حفاظت کے لئے جان، مال، وقت اور عزت قربان کرنے کا جو عہد کیا ہے اسے پورا کرنا ہے۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب ہر احمدی اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والا ہوگا، اپنے اعمال پر نظر رکھنے والا ہوگا۔

انبیاء کا انکار کرنے والے، ان سے استہزاء کرنے والے، انہیں تکلیفیں دینے والے ہمیشہ خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آتے ہیں اور چاہے خدا تعالیٰ انہیں اس دنیا میں سزا دے یا اگلے جہان میں سزا دے بہرحال وہ سزا کا مورد ٹھہرتے ہیں۔

آج جرمنی کے احمدیوں سے بھی میں کہتا ہوں کہ آپ کا یہ فرض ہے کہ تبلیغ کے لئے ایک خاص اور معین اور ایک کریش پروگرام بنائیں کیونکہ جرمن قوم ایسی ہے جس میں دین کا رجحان ہے۔ یہ جو اسلام کی طرف رجحان ہے اس کو حقیقی اسلام کی طرف رجحان میں ڈھالنے کی کوشش کریں

اس زمانے کے حصن حصین کی پناہ میں آنے والو! آج پھر اس نوبت خانے سے ایک شان کے ساتھ اس موسیقی کی آواز اٹھانے کی ضرورت ہے جو تمام دنیاوی موسیقیوں پر حاوی ہوجائے۔ اور دنیا میں ایک ہی نعرہ سنا جانے لگے جو اللہ اکبر کا نعرہ ہو، اور ایک ہی کلمہ پڑھا جانے لگے جو لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا کلمہ ہو۔ پس میں دوبارہ اس بات کی یاددہانی کرواتا ہوں کہ اس سال کو مشرق و مغرب اور شمال اور جنوب میں بسنے والا ہر احمدی اس نعرہ کو ایک خاص شان اور نئے عزم کے ساتھ لگانے کی ابتدا کا نشان بنادے۔ جماعت احمدیہ کی نئی صدی کی ابتدا اور پہلا سال دنیا میں انقلاب لانے کا ایک سنگ میل بن جائے۔ یورپ اور ایشیا، افریقہ اور امریکہ اور جزائر میں ایک ہی وقت میں اس نعرے کی آوازیں اور اس موسیقی کی دھنیں سنی جانے لگیں۔
پس اٹھو اور اپنی تمام تر صلاحیتیں اس کام میں صرف کردو۔ اللہ تمہیں توفیق دے، اللہ ہمیں توفیق دے۔ آمین!''

اختتامی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع جلسہ سالانہ جرمنی۔ 16/اگست 2009۔ بمقام منہائیم (جرمنی)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

(دوسری و آخری قسط)

ہم وحی کی مثال دیتے ہوئے شہد کی مکھی کی مثال تو دیتے ہیں لیکن اس کی بعض اور خصوصیات بھی ہیں۔ اس کی ایک سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ شہد کی مکھی عموماً میدان عمل میں ہی مری ہوئی نظر آتی ہے۔ جب پھولوں کا رس نکالنے جاتی ہے تو وہیں مرتی ہے سوائے اس کے کہ انسان اس کو اس کے چھتے کے قریب مارے یا کوئی اور حادثہ پیش آجائے۔ عموماً یہ اپنا کام کرتے ہوئے اپنی جان دیتی ہے۔ پھر ایک خصوصیت یہ ہے کہ چھتے میں اور مادہ مکھیاں بھی ہوتی ہیں لیکن وہ باوجود چاہنے کے اس لئے انڈے نہیں دیتیں کہ یہ ملکہ کا حق ہے۔ یہ کامل اطاعت اور قربانی کا سبق ہے۔ ان کو خدا تعالیٰ نے وہ عقل نہیں دی جو انسان کو ملی ہے۔ اس لئے اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ روک خود پیدا کردی کہ ملکہ مکھی کے حق کو فائق کرتے ہوئے تم نے اپنی قربانی کرنی ہے۔ لیکن انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس کو ذہن رسا بنایا ہے۔ اس میں ایک سوچ پیدا کی ہے۔ اسے علم میں وسعت اور اسے انتہا تک پہنچاتے ہوئے نئے نکات نکالنے کا ملکہ اور حکم بھی دیا ہے۔ لیکن روحانی نظام میں اسے انبیاء اور خلفاء کے تابع کرنے کا حکم دیا ہے کہ باوجود تمہارے بے انتہا علم کے، باوجود تفسیری نکات نکالنے کی تمہاری صلاحیت کے، باوجود تمہاری روحانیت میں بلندی کے، نبی کے زمانے میں نبی کے اور خلافت کے زمانے میں خلافت کے تابع رہنے کا

تمہیں حکم ہے۔ باوجود چاہنے کے، اور پھر اپنے خیال میں بڑا معرفت کا نکتہ نکالنے کے یہ حق نہیں پہنچتا کہ بغیر اجازت خلیفۂ وقت اپنی تفسیروں کو پھیلاتے پھرو۔ بے شک کوئی بھی اعلیٰ نکتہ اس کی ذوقی تشریح کہلا سکتا ہے اور ہر ایک کے ذہن میں آسکتا ہے۔ لیکن جماعت کے سامنے وہ خلیفۂ وقت کی اجازت سے ہی آئے گا اور آنا چاہئے۔ اگر خلیفۂ وقت کو اس نکتہ پر شرح صدر نہیں تو جماعت کے لئے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور یہ بات آنحضرت ﷺ کے اس فرمان کے بھی عین مطابق ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ امام ڈھال ہے۔

(بخاری باب یقاتل من ورائه الامام ویتقی به)

پس تَفَقُّه فِی الدِّیْن کا یہ بھی مطلب ہے کہ جو دینی علم حاصل کرو اس کا انتشار بھی امام کے تابع رہ کر اور اس کی منظوری سے کرو۔ اگر یہ نہیں ہوگا تو خلافت علیٰ منہاج نبوت کا تصور ہی غلط ہو جائے گا۔ اور پھر ایسے فقیہ پیدا ہو جائیں گے جنہوں نے اپنی عقلوں اور علم کے مطابق دین کی تشریح کی۔ بے شک ان کی نیت پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس وقت جب وہ پیدا ہوئے وہ زمانے کی ضرورت بھی تھی لیکن اس نے وحدت کو ختم کر دیا۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ”سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو، عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ“ (الہام 20؍نومبر 1905ء)۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ تمام فرقوں کا خاتمہ کرکے ایک امت بن جائے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا بے شک ذوقی نکات نکلتے رہیں گے، نکلنے چاہئیں۔ لیکن وہی پھیلائے جائیں گے جو خلافت سے تائید یافتہ ہوں گے۔ اور جب ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ خلافت عبادت کرنے والوں اور عمل صالح کرنے والوں کے گروہ میں قائم رہے گی تو یقیناً وہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوگی۔

پھر شہد کی مکھی میں یہ بھی ایک سبق ہے کہ وہ ملکہ کی حفاظت کے لئے ہر وقت چوکس رہتی ہے۔ پس ہر فرد جماعت کا یہ فرض ہے کہ چاہے وہ واقف زندگی ہے یا ایک عام احمدی ہے (ویسے تو احمدی کبھی بھی عام نہیں ہوتا، جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لی وہ عام نہیں بلکہ اہم ہے اور اس کا ایک مقام ہے۔) اس کو ہر وقت حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نمونہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے جنہوں نے جنگ اُحد میں اپنا ہاتھ آنحضرت ﷺ کے چہرہ کے سامنے اس لئے رکھ لیا کہ آج آنحضرت ﷺ کی حفاظت ان کا اوّلین فرض ہے۔ ہر تیر جو حضرت طلحہؓ کے ہاتھ پر پڑتا تھا اس پر نہ آپ نے کبھی جھرجھری لی نہ اُف کیا۔ اس لئے کہ آپ سمجھتے تھے کہ اگر مَیں نے اُف بھی کیا تو میرا ہاتھ ہل جائے گا اور آنحضرت ﷺ کی ذات کو نقصان پہنچے گا۔ نتیجۃً جنگ کے بعد آپ کا وہ ہاتھ بے جان ہو کر لنجا ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ہر احمدی سے یہی توقع کی ہے اور یہ توقع کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ”ہماری طرف منسوب ہو کر پھر ہمیں بدنام نہ کرو“۔ پس ہر احمدی ہی اہم ہے اور بہت اہم ہے۔ اس لئے ہمیشہ سمجھیں کہ آپکے ہاتھ کے پیچھے آج احمدیت اور حقیقی اسلام کا چہرہ ہے جسے آپ نے کبھی نقصان نہیں پہنچنے دینا اور ہر وقت چوکس رہنا ہے اور ہر احمدی نے خلافت احمدیہ کی حفاظت کے لئے جان، مال، وقت اور عزت قربان کرنے کا جو عہد کیا ہے اسے پورا کرنا ہے۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب ہر احمدی اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والا ہوگا، اپنے اعمال پر نظر رکھنے والا ہوگا۔

پھر شہد کی مکھی ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ ایک چمچہ شہد کے لئے وہ ہزاروں میل کا سفر طے کرتی ہے۔ بعض کہتے ہیں دو ہزار میل کا سفر طے کرتی ہے۔ یہ محنت وہ اس وحی پر عمل کرتے ہوئے کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس چھوٹی سی مکھی کو کی ہے۔ ہمیں جو اشرف المخلوقات میں شمار ہوتے ہیں، ہمیں جو یہ زعم ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ ہم بہترین اُمّت ہیں جو انسانوں کی ہدایت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ ہم جو اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ پر کامل ایمان لانے والا سمجھتے ہیں، اپنے آپ کو زمانے کے امام اور آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی بیعت میں شمار کرتے ہیں، ہمارا کس قدر اہم فرض بنتا ہے کہ اپنے ماحول میں ایک محنت کے ساتھ اس پیغام کو پہنچائیں جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذریعہ ہم پر اتارا اور جو آج بھی دنیا کی بقا کا سامان ہے۔

انبیاء کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ انبیاء کو رد کرنے والے سزا کے مورد بنے۔ کبھی پانی کے ذریعے سزا ہوئی۔ کبھی پتھروں کے طوفان کے ذریعے سزا ہوئی۔ کبھی زلزلوں کے ذریعے سزا ہوئی۔ کبھی ہوا کا طوفان آیا۔ انبیاء کا انکار کرنے والے، ان سے استہزا کرنے والے، انہیں تکلیفیں دینے والے ہمیشہ خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئے ہیں اور چاہے خدا تعالیٰ انہیں اس دنیا میں سزا دے یا اگلے جہان میں سزا دے بہرحال وہ سزا کا مورد ٹھہرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق تو آنحضرت ﷺ جو تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے اور اب دنیا کی بقا بھی آپ کی اطاعت میں ہی ہے۔ تو آپ کے نہ ماننے سے دنیا کس قدر خدا کی گرفت میں آسکتی ہے اور کس طرح بچ سکتی ہے۔ اور آج کل کی آفات اور زلزلے اور جنگیں اور لڑائیاں اور فساد جو مسیح محمدی کی بعثت کے بعد سے زیادہ شدت سے شروع ہوئے ہیں تو یہ اس انکار ہی کا نتیجہ ہیں۔ مسلمان اس لئے محفوظ نہیں کہ مسیح محمدی کا انکار کر رہے ہیں اور دنیا اس لئے محفوظ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے استہزاء میں انتہا کرتی چلی جارہی ہے۔ پس یہ پیغام ہے جو ہم نے دنیا کو ہر طرف پہنچانا ہے تاکہ دنیا تباہی سے بچ سکے کہ اس مخالفت کی بجائے اس پیغام کو سنو اور قبول کرو۔ مذہب کی تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ جس قوم نے توبہ کی وہ بچائے گئے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس کی قوم کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَوْلَا کَانَتْ قَرْیَۃٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَھَاۤ اِیْمَانُھَاۤ اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ۔ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا۔ کَشَفْنَا عَنْھُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَمَتَّعْنٰھُمْ اِلٰی حِیْنٍ (یونس:99)۔ اور کیوں یونس کی قوم کے سوا کوئی اور ایسی بستی نہ ہوئی جو ایمان لاتی اور اس کا ایمان لانا اسے نفع دیتا۔ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے اس پر سے اس ورلی زندگی میں بھی رسوائی کا عذاب دور کر دیا اور انہیں ایک وقت تک ہر طرح کا سامان عطا کیا۔

پہلے انکار کیا تو عذاب الٰہی کی خبر انہیں دی گئی لیکن جب توبہ استغفار ہوا تو عذاب ٹل گیا۔ پس ان کا رونا چلّانا اور ایمان لانا ان کے فائدہ کا موجب بنا اور یہی اصول آج بھی ہے جو عذابوں سے بچا سکتا ہے۔

پس قرآن کریم میں ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی ہوشیار کیا کہ آئندہ زمانے میں جب میرا مسیح ومہدی آئے گا اور نبوت کا درجہ لے کر آئے گا تو اس کا انکار نہ کرنا کیونکہ اس کا ماننا ہی تمہاری اور قوم کی بچت کا باعث بنے گا۔ تمہیں تمہارا کھویا ہوا مقام مسیح موعود کو ماننے سے ہی ملنا ہے۔ تمہیں یہ مقام توبہ استغفار کرتے ہوئے اس مسیح موعود کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے ملنا ہے۔ تم آج جس عدل کو قائم کرنے کی تلاش میں ہو یہ اس مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہو کر ہی قائم ہوگا۔ اس کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ گزشتہ واقعات کا بیان قرآن کریم میں آنے والے حالات سے بچنے کیلئے بھی اور ان سے فائدہ اٹھانے کیلئے بھی ہوتا ہے۔ نیز یہ پیشگوئی بھی ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرے گی۔ ایک وقت میں اُن کو توبہ استغفار کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام سے بھی ظاہر ہے کہ تمام مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ۔“ تو اس جمع کرنے کے سامان بھی خدا تعالیٰ پیدا فرمائے گا اور فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے نبی کو کوئی حکم دیتا ہے تو اس کے سامان بھی پیدا فرماتا ہے۔ کوئی خوشخبری دیتا ہے تو اس کے سامان بھی پیدا فرماتا ہے۔ ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ یہ سامان اور یہ نتائج ہماری زندگیوں میں ظاہر ہوں۔

یونس کی قوم کے ضمن میں ایک بات یہ واضح کر دوں کہ بعض لوگوں کو یہ خیال ہے کہ حضرت یونس مچھلی کے پیٹ سے نکل کر دوسری قوم میں گئے تھے اور پہلی قوم ہلاک ہو گئی تھی۔ بعضوں کا یہ نظریہ بھی مجھے پتہ لگا ہے۔ اگر اس کو مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کی توبہ قبول نہ کرنے والی صفات غفار، تواب، رحیم، مجیب اور بہت سی دوسری صفات پر حرف آتا ہے۔ پس یہ بالکل غلط نظریہ ہے۔ اور پھر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس توبہ کی قبولیت کا ذکر فرما دیا تو پھر کسی بھی قسم کی مزید وضاحت کی نہ کوئی حیثیت ہے نہ اس کا کوئی جواز ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے تھے تو یہ دعویٰ بغیر کسی دلیل کے نہیں ہے۔ آپؐ کی تعلیم بھی مکمل ہوئی۔ آپؐ پر اتری ہوئی شریعت کا خدا تعالیٰ نے جب اعلان کیا کہ مَیں اس کی (قرآن کریم کی) حفاظت کروں گا تو آج تک اس کی حفاظت کے سامان بھی پیدا فرما رہا ہے۔ اگر شق القمر کا آسمانی معجزہ دکھا کر کفار کو مبہوت کیا تھا تو آپؐ نے آنے والے مسیح موعود کے حق میں رمضان کے مہینہ میں چاند سورج گرہن کی پیشگوئی کر کے چودہ سو سال بعد اس زمانے میں بھی اپنی پیشگوئی کے پورا ہونے کا نشان دکھا کر جو سوائے خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے ممکن نہ تھا آپؐ نے اپنے زمانے کے قیامت تک ممتد ہونے کا ثبوت مہیا فرما دیا۔ آنحضرت ﷺ کے معجزات قرآن کریم میں بھی نظر آتے ہیں اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کھول کھول کر بیان فرمائے ہیں۔ پس آج کے زمانہ میں نہ تو حضرت موسیٰ کے عصا یا ید بیضا کا معجزہ ہے۔ نہ حضرت عیسیٰ پر اترنے والے کبوتر کا کوئی معجزہ ہے (جو بعد میں کہتے ہیں کہ شعلوں کی شکل میں اُن کے حواریوں پر بھی اترا جو ختم ہو گیا)۔ بلکہ آج دنیا میں اگر کسی کا معجزہ ہے اور جو نئی شان سے معجزے دکھا رہا ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کے معجزات ہیں جو آپ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دکھائے۔ بلکہ ہم آج تک تائیدات الٰہی کے معجزات دیکھ رہے ہیں اور یہ سب کچھ آنحضرت ﷺ کے طفیل ہے۔ پس اس تا قیامت رہنے والے دین اور تا قیامت رہنے والے ان معجزات سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ آج دنیا کو یہ بتانا ہے کہ آؤ اُن معجزات سے حصہ لو جو آنحضرت ﷺ کی پیار اور محبت کی تعلیم اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے وابستہ ہے۔

اسلام پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ حالانکہ اگر جائزہ لیا جائے تو صلح حدیبیہ کے بعد زیادہ لوگ اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور امن کے زمانے میں اسلام زیادہ پھیلا ہے۔ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اُس فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعاؤں سے پھیلا ہے جس نے صدیوں کے مردے زندہ کر دیئے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کو بھیجا ہے کیونکہ یہ زمانہ تھا جس میں مخالفین اسلام نے اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ اسلام پر شدت پسندی اور دہشت گردی کا الزام لگانا تھا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آنے والا مسیح یَضَعُ الْحَرْب کا اعلان کرے گا، جنگوں کے خاتمے کا اعلان کرے گا تاکہ اس اعلان کے ساتھ اسلام پر شدت پسندی اور جنگجو ہونے کا الزام خود دشمن پر الٹایا جائے کہ تم جو کہتے ہو غلط کہتے ہو۔ اسلام تو پیار اور محبت کی تعلیم دینے والا ہے۔ پس وہ مسلمان جو اس تعلیم کے خلاف عمل کر رہے ہیں اُن کیلئے بھی یہ اعلان ہے کہ مسیح ومہدی کی جماعت میں شامل ہو کر پیار و محبت سے دنیا کے دل جیتیں۔

پس آج اگر تمام مذاہب کی صحیح راہنمائی کرنی ہے تو مسیح محمدی کی پیار و محبت کی تعلیم نے۔ اگر یَکْسِرُ الصَّلِیْب اور یَقْتُلُ الْخِنْزِیْر کرنا ہے تو مسیح ومحمدی کے دلائل و براہین نے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیشمار لٹریچر چھوڑا ہے جو ہر اُس شخص پر جو اسلام پر اعتراض کرتا ہے اس پر دو دھاری تلوار بن کر پڑتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے ہمارے لئے وہ کتب لکھ کر جو قرآن وحدیث کی حقیقی تفسیر ہے جماعت کو وہ ہتھیار دیا ہے جو قیامت تک کُند ہونے والا نہیں اور آنحضرت ﷺ کی شان دکھانے والا ہے اور آج تک آپؐ کے معجزات کا اظہار ہے اور کرتا چلا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ براہین و دلائل اس لئے عطا فرمائے کہ آپ ہی تھے جو آنحضرت ﷺ کے عشق اور محبت میں سرشار تھے اور آپ ﷺ کے دفاع کیلئے مردِ میدان کی طرح کھڑے تھے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں آج معجزات کا جو بھی ظہور دیکھ رہے ہیں یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ آپ کے پیچھے ہے۔ قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیاں آپؑ کے حق میں پوری ہو رہی ہیں۔ آپ نے ہمیں وہ نہ ختم ہونے والے خزائن دیئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے آپ پر خاص فضل اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کی دلیل ہیں۔ آپؑ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر قرآن کریم کے بے کنار سمندر کی وہ سیر کروائی ہے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 66

موجودہ قسط میں ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے عہد مبارک میں ربوہ میں مرکزی جلسہ سالانہ میں شرکت کی سعادت پانے والے بعض عرب احباب کی یادوں کے بعد حضور رحمہ اللہ کی ہجرت کے بعد 1985ء کے تاریخی جلسہ سالانہ برطانیہ کے بارہ میں تفصیل سے ذکر کرنا تھا لیکن اس دوران شام کے ایک پرانے اور مخلص احمدی بزرگ مکرم محمد الشوا صاحب کی 14/اکتوبر 2009ء کو وفات کی خبر موصول ہوئی۔جس کی بنا پر اب ہم ترتیب کے اعتبار سے آنے والے واقعات کو کسی قدر مؤخر کر کے اس قسط میں مکرم محمد الشوا صاحب کا ذکر خیر اور ان سے متعلق چند واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ازاں بعد بعض دیگر عرب احباب کے متفرق واقعات کا تذکرہ کریں گے جو گزشتہ اقساط میں تاریخی اعتبار سے اپنی جگہ ذکر ہونے سے رہ گئے تھے۔اس کے بعد اگلی قسط میں ہم تاریخی ترتیب کے مطابق اپنے مضمون کی طرف عود کریں گے۔

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اکتوبر 2009ء میں مکرم محمد الشوا صاحب مرحوم کا ذکر خیر فرمایا اور بعد نماز جمعہ دیگر مرحومین کے ساتھ ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔)

مکرم محمد الشوا صاحب کا ذکر خیر

مکرم محمد الشوّا صاحب 1924ء میں دمشق میں پیدا ہوئے اور 1950ء میں ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی اور پھر تمام عمر وکالت کے شعبہ سے منسلک رہے جس میں بار کونسل کے چیئرمین بھی رہے۔

عقیدہ دوغلی پالیسی کا محتاج نہیں ہوتا

ان کی بیعت کا واقعہ بھی نہایت دلچسپ ہے۔ یہ 1947ء کی بات ہے کہ آپ اپنی پڑھائی کے دوران ہی ایک پرائمری اسکول میں تدریس کا کام بھی کرتے تھے۔اس سکول میں ان کے کلاس فیلو ایک احمدی مکرم علاء الدین صاحب نویلاتی بھی تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے تھے جنہوں نے آپ کو تبلیغ کرنا شروع کر دی۔اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ علاء الدین صاحب نے ایک دن کتاب ”حیاۃ المسیح ووفاتہ“ میز پر لا رکھی۔مکرم محمد الشوا صاحب نے کتاب کا عنوان پڑھتے ہی آگ بگولا ہو کر پوچھا: یہ کتاب یہاں کون لایا ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ علاء الدین صاحب لائے ہیں۔یہ ابتدا تھی اس کے بعد تو سکول میں مباحثے شروع ہوگئے۔تمام ٹیچرز علاء الدین صاحب کے خلاف مکرم محمد الشوا صاحب کا ساتھ دیتے لیکن علاء الدین صاحب سکول میں تدریس سے فارغ ہو کر مکرم محمد الشوا صاحب کے گھر جاتے اور نہایت خندہ پیشانی سے انہیں کہتے چلو ہم جماعت کے مرکز واقع محلّہ شاغور میں چلتے ہیں وہاں پر تمہیں تمہارے سب سوالوں کا جواب مل جائے گا۔پھر یوں ہونے لگا کہ آپ ان کے ساتھ ساتھ رہتے۔علاء الدین صاحب اکثر اوقات عیسائیوں کے ساتھ بھی بحث مباحثہ کیا کرتے تھے اور آپ کو بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ایک دفعہ مکرم علاء الدین صاحب آپ کو دمشق کے مشہور فرنسیسکان چرچ میں لے گئے جہاں ان کے مشہور پادری بافنتورا صاحب سے بات شروع ہوئی۔علاء الدین صاحب نے ابھی یہی کہا تھا کہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو اس پادری نے فوراً پوچھا کہ کیا تم قادیانی ہو؟ انہوں نے کہا: جی۔اس پر اس پادری نے کہا کہ ہمیں پوپ کی طرف سے یہ حکم ہوا ہے کہ قادیانیوں سے کسی معاملہ میں بحث نہیں کرنی۔مکرم محمد الشوا صاحب نے یہ جواب سنا تو ان کے دل میں جماعت کے بارہ میں جاننے کا شوق مزید بڑھ گیا۔وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ آخر احمدیوں میں کیا ایسی خاص بات ہے جس کی بنا پر عیسائی ان کے سامنے چاروں شانے چت ہو جاتے ہیں اور بحث کرنے سے قبل ہی ہار مان لیتے ہیں۔چنانچہ محمد الشوا صاحب اس وقت کے مشہور عالم ناصر الدین البانی کے پاس گئے۔ البانی صاحب حدیث کے بڑے عالم تھے۔کئی کتب کے مصنف ہیں اور آج تک عرب دنیا میں ان کی خاصی شہرت ہے۔لیکن یہ جماعت کے شدید مخالف تھے۔محمد الشوا صاحب نے البانی صاحب کو چرچ میں پیش آنے والا واقعہ بتایا کہ کیسے پادری ایک احمدی کے آگے بے بس ہو گیا۔اس پر ناصر الدین البانی نے کہا کہ ہم عیسائیوں کا منہ بند کرنے کے لئے ان سے کہہ سکتے ہیں کہ عیسی بن مریم علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔اس پر مکرم محمد الشوا صاحب نے پوچھا: کیا حقیقت میں عیسی علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں؟ البانی صاحب نے کہا: نہیں۔اس پر مکرم محمد الشوا صاحب نے البانی صاحب سے کہا: مَیں احمدیت قبول کرنے جا رہا ہوں کیونکہ عقیدہ کسی دوغلی پالیسی کا محتاج نہیں ہوتا۔اس طرح آپ نے بیعت کر لی۔

توحید کا درس

جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے تو مکرم محمد الشوا صاحب کو حضورؓ کے ہمراہ لبنان جانے کا شرف بھی حاصل ہوا۔آپ نے خود بیان کیا ہے کہ اس سفر کے دوران بعلبک کے آثار قدیمہ کی سیر بھی کی۔بعلبک پرانا معبد تھا، اس کی سیر کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں غیر اللہ کی عبادت ہوتی رہی ہے لیکن آج ہم میں سے ہر ایک یہاں پر خدائے واحد کی عبادت کرتے ہوئے دو رکعت نفل ادا کرے۔چنانچہ سب نے ایسا ہی کیا۔

جماعت احمدیہ شام کے بعض احباب کی 1964ء کی ایک تصویر

کرسیوں پر پہلی صف میں: محمد بن سعید سوقیہ، سعید سوقیہ، علاء الدین نویلاتی، محمد الشواء، منیر المالکی، یحیٰ ساعاتی،
کرسیوں پر دوسری صف میں: زکریا الشوا، محمد الذہب، ناصر عودہ، خلیل القزق، خالد عباس ابوراجی،
کھڑے ہوئے احباب میں دائیں سے دوسرے نمبر پر ابو الفرج الحصنی صاحب ہیں۔

مَیں ابھی تک زندہ ہوں

مکرم محمد الشوا صاحب چند ماہ پہلے ہمارے شام کے ایک دوست کو کہنے لگے دو سال پہلے ڈاکٹروں نے مجھے کہا کہ تم چند دن کے مہمان ہو تو مَیں نے ان ڈاکٹروں سے کہا کہ مَیں نے اپنے خلیفہ کو خط لکھا تھا اور آپ نے میرے لئے دعا کی ہے اس لئے تمہاری بات درست نہیں ہے کہ مَیں چند دن کا مہمان ہوں۔پھر روتے ہوئے فرمانے لگے: دیکھو مَیں حضور کی دعا سے ابھی تک زندہ ہوں۔

ایک منجھے ہوئے وکیل

مکرم محمد الشوا صاحب جب وکالت کے پیشہ سے منسلک ہوئے تو ابھی ان کی عمر چھوٹی ہی تھی اور اپنے ساتھیوں میں کم عمر دکھائی دیتے تھے اور اس بنا پر اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ آپ ابھی ناتجربہ کار ہی ہوں گے۔ لیکن عدالت میں ان کی حاضر جوابی اور دلیل کی قوت ان کے بڑا ہونے کا ثبوت ہوتی تھی۔ایک واقعہ جو خاکسار نے ان کی زبانی سنا کہ شام میں جب جماعت پر پابندیاں لگیں اور پھر احمدیوں کو بھی تختۂ مشق ستم بنایا گیا تو ان کے اکثر مقدمات کی پیروی کرنے کی سعادت بھی مکرم محمد الشوا صاحب کو ہی نصیب ہوئی۔غالباً ان میں سے پہلے مقدمہ کی پیروی کے وقت آپ ابھی وکالت کے میدان میں نئے نئے تھے اور کم عمر بھی۔جب عدالت میں پیش ہوئے تو آپ نے وکیلوں والا رسمی لباس پہنا ہوا تھا۔اس کے باوجود جب مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی تو جج نے پہلا سوال آپ سے کیا کہ: کیا تم وکیل ہو؟ آپ نے نہایت حاضر جوابی سے اسی وقت اس سے پوچھا: کیا تم جج ہو؟ اس سوال سے عدالت میں سناٹا چھا گیا اور جج کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔دراصل جج کے سوال میں تحقیر کا عنصر شامل تھا۔جب عدالت لگی ہوئی ہے جس میں ایک کیس پیش ہو رہا ہے، کیس کے مدعی اور مدعا علیہ اور گواہ موجود ہیں اور وکیل کے رسمی لباس میں ملبوس صرف ایک ہی شخص اپنے مؤکل کی وکالت کر رہا ہے تو ایسی صورت میں اسے پوچھنا کہ کیا تم وکیل ہو؟ ایک اہانت آمیز رویہ متصور ہوگا۔یہ تو ایسے ہی ہے کہ کوئی اسی عدالت میں اس مقدمہ کی سماعت کرنے والے واحد جج سے آ کر سب کے سامنے پوچھے کہ: کیا تم جج ہو؟ چنانچہ آپ نے کمال ذہانت اور حاضر جوابی سے پہلے سوال میں ہی میدان مار لیا۔

اخلاص کی زندہ تصویر

جب ہم 1994ء میں عربی زبان کی مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے سیریا گئے تو اس وقت وہاں پر ٹیلیفون کی سہولت اتنی عام نہیں تھی اور جو گھر ہم نے کرائے پر لیا اس میں ٹیلیفون نہ تھا۔لہذا سیریا پہنچنے کے بعد ہم نے پاکستان میں اپنے اپنے گھروں میں پہلا فون دمشق کے مرکزی پبلک کال آفس سے کیا۔چونکہ پبلک بوتھ صرف لوکل یا نیشنل کال کے لئے تھے اور انٹرنیشنل کال کے لئے یہ سہولت صرف اسی ایک مقام پر میسر تھی اس لئے وہاں پر خاصا ازدحام تھا۔اپنی باری کا انتظار کرنے کے بعد اس کال آفس کے عملہ نے خود ہی نمبر ملا کر دیا اور ایک کیبن میں جا کر مختصر سی بات ہو سکی کیونکہ کال کافی مہنگی تھی۔

ہمارا کرائے کا مکان مکرم محمد الشوا صاحب کے محلّہ میں ہی کچھ فاصلے پر تھا۔ان کے گھر میں فون بھی تھا اور فیکس بھی۔انہوں نے خود آ کر اس سہولت سے فائدہ اٹھانے کی پیشکش کی۔اور ہمارے اصرار پر یہ طے پایا کہ ہم بل ادا کرنے کی شرط کے ساتھ ان کا فون اور فیکس حسب ضرورت استعمال کر لیا کریں گے۔چنانچہ پاکستان کے وقت کے لحاظ سے اور مکرم محمد الشوا صاحب کی اپنی مصروفیات کے لحاظ سے یہ طے پایا کہ جس نے فون کرنا ہو وہ ایک دن قبل انہیں بتا دے گا اور اگلے دن صبح فجر کی نماز کے فوراً بعد جا کر فون کر لیا کرے گا۔فون کرنے کے دوران مکرم محمد الشوا صاحب خود اپنے ہاتھوں سے چائے بھی بنا کر لے آتے تھے۔یہ سلسلہ غالباً ایک سال تک جاری رہا تا آنکہ ہمارے گھر میں بھی فون لگ گیا۔

اس سلسلہ میں ان کے اخلاص اور جماعت کیلئے خدمت کا دوسرا واقعہ یوں ہے کہ باوجود اپنی مصروفیت کے انہیں اس بات کا بہت خیال رہتا تھا کہ نہ صرف ہم سیریا میں رہ کر زیادہ سے زیادہ عربی زبان سیکھیں بلکہ اس کا صحیح تلفظ ادا کرنا بھی ہمیں آنا چاہئے۔اس لئے اکثر اوقات مجالس میں باتوں کے دوران احباب کو متنبہ کیا کرتے تھے کہ وہ اچھی فصحی عربی بولیں تا کہ ہم لوگ مستفید ہو سکیں۔اسی طرح جب ہم بولتے تھے تو جہاں تصحیح کی ضرورت ہوتی ہمیں بتا دیا کرتے تھے اور

جہاں تلفظ کی غلطی ہوتی تھی وہیں اس کی بھی درستگی فرما دیتے تھے۔ بلکہ انہوں نے ہمیں تلفظ درست کرنے کے لئے اس قدر وقت دیا کہ کچھ عرصہ کے لئے روزانہ ہم ان کے سامنے بلند آواز سے کوئی کتاب پڑھتے اور وہ ہر لفظ کو غور سے سن کر اس کا صحیح تلفظ ہمیں بتاتے تھے۔

اسی طرح جب بھی انہیں کوئی پڑھا لکھا شخص ملتا جس کے پاس وقت ہوتا تو فصحیٰ عربی کی بول چال کی پریکٹس کے لئے اسے ہمارے پاس بھیج دیتے۔ ان میں سے ایک دوست بہت ہی قابل آدمی تھا اور ہم نے اپنے عرصہ قیام میں اس سے بہت فائدہ اٹھایا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین۔

مکرم طٰہٰ قزق صاحب مرحوم

تقریباً دو ماہ قبل اردن کے صدر جماعت مکرم طٰہٰ قزق صاحب بھی وفات پا گئے تھے۔ ان کی سیرت کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 14؍اگست 2009ء بمقام مئی مارکیٹ۔ منہائیم (جرمنی) میں تفصیل بعض واقعات کا تذکرہ فرمایا جو الفضل انٹرنیشنل 4؍ستمبر 2009ء میں چھپ بھی چکے ہیں۔ یہاں پر مکرم طٰہٰ قزق صاحب مرحوم کی مرکز احمدیت کی زیارت کی مختصر اور ایمان افروز روداد خود انہی کی زبانی نقل کی جاتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

ستر کی دہائی میں مَیں نے پہلی مرتبہ پاکستان جا کر خلیفہ وقت سے ملاقات کرنے کا عزم کیا تا چندہ کی وہ رقم بھی پیش کر سکوں جو فلسطین سے ہجرت کے بعد سے لے کر ہم جمع کرتے جا رہے تھے اور کسی باقاعدہ نظام کے نہ ہونے کی وجہ سے ارسال نہ کر سکے تھے لیکن بعض نامساعد حالات کی وجہ سے نہ جا سکا۔ بعد میں 1979ء میں مجھے پہلی بار جلسہ سالانہ قادیان اور ربوہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ساتھ ملاقات کے بعد میں نے حضور انور کے دفتر میں ہی چندہ کی رقم بھی چھوڑ دی۔ کچھ دیر بعد دارالضیافت میں مجھے ایک شخص نے آ کر پوچھا کہ حضور انور نے دریافت فرمایا ہے کہ آپ نے یہ رقم یہاں کیوں چھوڑی ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ چندہ ہے۔ اس نے پوچھا: کس مد میں؟ مَیں نے کہا کہ جس میں حضور انور مناسب خیال فرمائیں۔ ازاں بعد میں جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے لئے چلا گیا۔ وہاں سے واپسی کے بعد جلسہ سالانہ ربوہ میں بھی شامل ہوا اور اس کے بعد جب اردن واپسی سے قبل میں حضور انور کی خدمت میں الوداعی ملاقات کے لئے گیا تو ملاقات کے لئے آنے والوں کی بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ جب میری باری آئی تو حضور انور نے مجھے شرف معانقہ عطا فرمایا۔ مجھے ایسے لگا جیسے کوئی برقی لہر میرے وجود میں سرایت کر گئی۔ حضور انور نے اس قدر شفقت اور محبت کا اظہار فرمایا کہ اس وقت مَیں نے محسوس کیا کہ جیسے حضور انور کو سب سے زیادہ مجھ ہی سے محبت ہے۔ حضور انور کے ساتھ تصویر ہوئی پھر حضور انور نے مجھے فرمایا کہ مَیں باہر رکوں۔ چنانچہ حضور انور باہر تشریف لائے اور سب کے ساتھ اجتماعی ملاقات فرمائی۔ پھر مجھے ساتھ کھڑا کر کے تصویر بنوائی اور فرمایا یہ میرے لئے ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور مجھے بھی تصویر چاہئے۔ چنانچہ حضور انور نے ایک اور تصویر بنوائی جو اسی وقت کیمرے سے نکل آئی اور مجھے دے دی گئی۔ جب مَیں روانگی کے لئے فیصل آباد ایئر پورٹ پہنچا تو وہاں پر مجھے ایک شخص نے لفافہ تھمادیا جس میں حضور انور کی طرف سے خط اور میری ادا کردہ چندہ کی رقم کی رسید تھی۔

غانم احمد غانم صاحب کا رؤیا

اردن کے ہی ایک اور احمدی مکرم غانم احمد غانم صاحب (جو بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں اور نہایت مخلص احمدی ہیں) کا قبول احمدیت کا واقعہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی شخصیت اور آپ کے عہد مبارک سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بھی یہاں درج کر دیا جائے، وہ لکھتے ہیں کہ:

1980ء میں جیل کے دوران مکرم ناصر عودہ صاحب کے ذریعہ مجھے احمدیت سے تعارف ہوا جو کہ تبلیغ اور دعوت الی اللہ میں نہایت فعال احمدی تھے۔ ان کے بیان کردہ جماعت احمدیہ کے افکار و مفاہیم میں مَیں نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور عظیم انقلاب اور عروج و ترقیات کو مضمر پایا۔ یہ سب کچھ میرے دل میں اتر گیا۔ نبوت کے مفہوم پر مجھے ذرا توقف ہوا۔ مَیں نے کہا مَیں استخارہ کروں گا۔ چنانچہ مَیں نے کئی دن تک بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس جماعت کی حقیقت کے بارہ میں راہنمائی فرمائے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں پہاڑ کی چوٹی پر مشرق کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ یہ طلوع آفتاب سے قبل کا وقت ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر ایک شخص بیٹھا ہوا ہے جس نے سفید رنگ کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔ مَیں نے خواب میں ہی کہا کہ یہ خمینی تو نہیں ہے۔ اس وقت خمینی کا کئی لوگوں کے دلوں میں بہت مقام پیدا ہو گیا تھا۔ بہر حال رؤیا تو ختم ہو گیا۔ اور چار سال کا عرصہ گزر گیا۔ ان چار سالوں میں مَیں مکرم طٰہٰ قزق صاحب کے ساتھ رابطہ میں رہا۔ ان سے جماعت احمدیہ کی کتب لے کر پڑھتا رہا۔ ایک کتاب کے مطالعہ کے دوران دیکھا کہ اس میں شائع شدہ ایک تصویر کے نیچے لکھا تھا: "مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث"۔ اور یہ اسی شخص کی تصویر تھی جس کو مَیں نے چار سال قبل خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ مَیں نے بیعت کر لی۔

مکرم طٰہٰ قزق صاحب مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی معیت میں

ابوالفرج الحصنی صاحب کی بعض یادیں

ابوالفرج صاحب بھی بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں اور آپ مکرم منیر الحصنی صاحب کے بھتیجے ہیں۔ آپ کو 1972ء میں ربوہ جانے اور وہاں پر آٹھ ماہ قیام کرنے کا بھی موقع ملا۔ اس بارہ میں آپ لکھتے ہیں کہ:

جب مَیں ربوہ پہنچا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ ایبٹ آباد میں قیام پذیر تھے۔ جب حضور انور کو بتایا گیا تو حضور نے بکمال شفقت مجھے ایبٹ آباد بھجوانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ مجھے ایک مبلغ سلسلہ کے ساتھ وہاں بھجوا دیا گیا۔ وہاں پر حضور انور کے ساتھ بول چال کا یہ طریق رہا کہ مجھے انگریزی سمجھ آجاتی تھی اس لئے حضور انور انگریزی میں ہی کلام فرماتے تھے جبکہ حضور انور کو عربی سمجھ آجاتی تھی لہذا میں عربی میں جواب دیتا تھا۔

ربوہ میں قیام کے دوران میں حضور انور کی نوازشوں اور الطاف اور شفقتوں سے زیر بار رہا۔ خلیفہ وقت سے محبت اور روحانی تعلق کی لذت جو مَیں نے وہاں رہ کر محسوس کی اس کے بیان کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ حضور انور میرے متعلق ہر چھوٹی بڑی بات کا اس قدر خیال رکھتے کہ مَیں حیرت زدہ رہ جاتا تھا۔ مثلاً یہ کہ مَیں کھانے کے مختلف ہونے اور آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے بیمار ہو گیا۔ آپ نے مجھے بلایا اور نہایت غیر محسوس طریق پر مجھ سے ہمارے علاقہ میں کھانے کی مختلف اقسام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ لیکن میری حیرت کی اس وقت انتہا نہ رہی جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور انور نے دارالضیافت والوں کو ایسا کھانا تیار کرنے کی ہدایت فرمائی ہے جو ہمارے علاقہ میں پکایا جاتا ہے اور جس کا ذکر مَیں نے کھانے کی مختلف اقسام کے بیان میں حضور انور سے کیا تھا۔

ایک پُر تاثیر روحانی خطاب

حضور انور رحمہ اللہ نے مجلس انصار اللہ کے اجتماع کا افتتاح فرمایا اور وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (سورۃ التین آیات 2تا4) کی تفسیر بیان فرمائی۔ یہ خطاب عجیب روحانی معانی اور تاثیر سے پُر تھا۔ میں نے دیکھا کہ جماعت کے بڑے بڑے علماء فرط جذبات سے رو رہے تھے۔ جب حضور انور کا خطاب ختم ہوا تو میری ملاقات ناظر صاحب نشر و اشاعت سے ہوئی۔ انہوں نے مجھے روتے ہوئے کہا کہ کیا تم نے محسوس کیا کہ اس خطاب کے دوران فرشتے حضور انور پر سایہ فگن تھے اور یوں لگ رہا تھا جیسے حضور انور کی زبان سے فرشتے بول رہے ہوں۔

میرے اس قیام کے دوران ہی میری والدہ صاحبہ وفات پا گئیں۔ حضور انور نے بکمال شفقت ان کا نماز جنازہ غائب پڑھایا۔

مٹھائی میں مرچیں

مکرم ابوالفرج صاحب کا ایک واقعہ قارئین کرام کی ظرافت طبع کیلئے یہاں درج کیا جاتا ہے۔ آپ شام میں ایک مجلس میں بیٹھے ربوہ میں اپنے قیام کے بعض واقعات بیان فرما رہے تھے۔ اسی دوران کہنے لگے کہ پاکستانی بہت مرچ کھاتے ہیں حتیٰ کہ یہ تو مٹھائی میں بھی مرچ ڈال کے کھاتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ایسا تو نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ انہوں نے دیکھا کہ ایک حلوائی اپنی دکان پر گولڈن رنگ کی مٹھائی تل رہا تھا۔ مجھے اس کا رنگ اور خوشبو بہت بھلی لگی۔ مَیں نے یہ مٹھائی خرید لی۔ لیکن اس میں اتنی مرچ تھی کہ مجھ سے نہ کھائی گئی۔ دراصل انہوں نے جو چیز مٹھائی سمجھ کر خریدی تھی وہ تازہ پکوڑے تھے۔ اور اس وقت سے ان کے ذہن میں یہی بات بیٹھ گئی تھی کہ یہ لوگ تو اپنی مٹھائی میں بھی مرچ ڈالتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

✿✿✿✿✿✿

عیدالضحیٰ کے موقع پر قربانی

ایسے احباب جماعت جو مرکزی انتظام کے تحت قربانی کروانے کی خواہش رکھتے ہوں وہ اپنی رقوم درج ذیل تفصیل کے مطابق مقامی جماعت میں بروقت جمع کروادیں تا کہ افریقہ اور دیگر پسماندہ ممالک میں قربانی کا انتظام کروایا جاسکے۔

قربانی فی بکرا : ساٹھ (60) پاؤنڈ

قربانی فی گائے : یکصد اسّی (180) پاؤنڈ

(ایک گائے میں سات حصے ہو سکتے ہیں)

جَزَاكُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

(ایڈیشنل وکیل المال لندن)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی طاقت وقوت کے کمال کے لحاظ سے اور مضبوط اور ٹھوس تدبیر کے لحاظ سے اپنے پیاروں اور انبیاء کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف ایسی تدبیر کرتی ہے کہ جہاں تک مخالفین کی سوچ نہیں پہنچ سکتی کہ وہ اس کے مداوا کا کوئی سامان کرسکیں۔

آنحضرت ﷺ کے مخالفوں کی ہلاکت اور ذلت ورسوائی کی مختلف مثالوں کا تذکرہ۔

آج بھی جولوگ آنحضرت ﷺ کے بارہ میں استہزاء اور نازیبا کلمات کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ نہیں ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں یا لامذہب ہیں۔ یہ فیصلہ خدا تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے کہ کس طرح پکڑنا ہے۔

خاص طور پر پاکستان کی سالمیت کے لئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو احمدیت کی وجہ سے ہی بچالے کیونکہ احمدیوں نے اس کے بنانے میں بہت کردار ادا کیا ہے اور بہت قربانیاں دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملک دشمنوں کی پکڑ کے بھی جلد سامان پیدا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 16/اکتوبر 2009ء بمطابق 16/اخاء 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ-

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ-صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ ۔

قرآن کریم میں ''مَتِیْن'' کا لفظ تین آیات میں، تین مختلف سورتوں میں استعمال ہوا ہے۔ایک جگہ سورۃ اعراف میں، پھر سورۃ ذاریات میں اور سورۃ قلم میں اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے لفظ ''مَتِیْن'' کو اپنی صفت کے طور پر بیان فرماتے ہوئے منکرین اور مشرکین کے بدانجام کی طرف اشارہ فرمایا۔اس کا اظہار فرمایا ہے یا کچھ نصیحت فرمائی ہے۔

اس سے پہلے کہ ان جگہوں پر جس سیاق وسباق کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے، کچھ بیان کروں لفظ ''مَتِیْن'' کے لغوی معانی بیان کرتا ہوں۔ایک تو اس کا عمومی استعمال ہے اور دوسرے خدا تعالیٰ کے لئے لفظ ''مَتِیْن'' استعمال ہوتا ہے دونوں صورتوں میں اس کے کیا معنی بنتے ہیں؟ معنے تو ایک بنتے ہیں لیکن جب خدا تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں ہوگا تو بہرحال وسیع معنوں میں آئے گا۔ مَتُنَ کے معنی ہیں مضبوط پشت والا ہونا، مضبوط پشت والے آدمی کو جس کی مضبوط کمر ہو مَتِیْن کہتے ہیں۔بعض لغات میں لغت والے اس کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ کمر کے وہ پٹھے جو ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ دائیں بائیں، اوپر سے نیچے جاتے ہیں۔ پھر اس کے معنی ٹھوس اور مضبوط کے بھی ہیں۔لسان العرب میں جو مختلف معانی لکھے ہیں ان میں سے ایک معنی رَجُلٌ مَتْنٌ، اس شخص کو کہتے ہیں جو طاقتور ہو اور اس کی کمر مضبوط ہو۔

اللہ تعالیٰ کی صفت کے لحاظ سے لسان میں اس کے یہ معنی لکھے ہیں کہ ذُوْالْقُوَّةِ الْمَتِیْن۔اس کا مطلب ہے کہ وہ ذات جو اقتدار والی اور مضبوط ہو اور اَلْمَتِیْن اللہ تعالیٰ کی صفت کے لحاظ سے قوی کے معنوں میں ہے۔ابن الاثیر کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ ذات ہے جو اتنی قوی اور مضبوط ہے کہ جس کو اپنے کاموں میں کوئی تکلیف یا مشقت یا تھکاوٹ نہیں ہوتی۔ اَلْمَتَان کا مطلب ہے شدت اور قوت۔اور کوئی ذات قوی تب ہوتی ہے جب وہ اپنی قدرت کے کمال انتہا تک پہنچ جائے۔اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ذات بہت زیادہ طاقت اور قوت والی ہے۔یہ بھی لسان کے معنی ہیں۔اسی طرح قَوِیْ کے لسان میں یہ معنی بھی لکھے ہیں طاقتور، ٹھوس اور مضبوط۔

پس اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اپنی طاقت اور قوت کے کمال کے لحاظ سے اور مضبوط اور ٹھوس تدبیر کے لحاظ سے اپنے پیاروں اور انبیاء کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف ایسی تدبیر کرتی ہے کہ جہاں تک مخالفین کی سوچ نہیں پہنچ سکتی کہ وہ اس کے مداوا کا کوئی سامان کرسکیں۔اس کا مداوا صرف ایک ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ جب آنے والی ہے یا آرہی ہے تو اس سے پہلے ہی جتنی استغفار کی جاسکتی ہے کر لی جائے اور توبہ کی جائے۔گناہوں کی معافی مانگی جائے اور اسی طرح خود انبیاء کو بھی معین طور پر علم نہیں ہوتا کہ خدا نے مخالفین کو کس کس طریقہ سے اور کس ذریعہ سے پکڑنا ہے، سوائے اس کے کہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ خود اس کی نوعیت بتا دیتا ہے۔جیسا کہ آنحضرت ﷺ کو بھی بدر کی جنگ میں بعض سرداران کفار کے انجام کے بارہ میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ اِن اِن جگہوں پر ان کی لاشیں گریں گی۔

یہ آیات جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے ان کی اب میں کچھ وضاحت کرتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے انجام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے اور اس حوالے سے کیا نصیحت فرمائی ہے۔

سورۃ اعراف کی آیات 183-184 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ وَاُمْلِیْ لَھُمْ ۔اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ (الاعراف:183-184)۔اور وہ لوگ جنہوں نے ہمارے نشانات کا انکار کیا ہم ضرور انہیں تدریجاً اس جہت سے پکڑیں گے جس کا انہیں کوئی علم نہیں ہوگا۔اور مَیں انہیں مہلت دیتا ہوں۔یقیناً میری تدبیر بہت مضبوط ہے۔

پھر سورۃ القلم کی آیات میں فرمایا کہ فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّکَذِّبُ بِھٰذَاالْحَدِیْثِ۔ سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ۔وَاُمْلِیْ لَھُمْ۔ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ (سورۃ القلم:45-46) پس تُو مجھے اور اسے جو اس بیان کو جھٹلاتا ہے چھوڑ دے ہم انہیں رفتہ رفتہ اس طرح پکڑ لیں گے کہ انہیں کچھ علم نہ ہو سکے گا۔اور مَیں انہیں ڈھیل دیتا ہوں۔میری تدبیر یقیناً بہت مضبوط ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نشانوں کا انکار کرنے والے جنہوں نے مکّہ میں آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کا جینا دوبھر کیا ہوا تھا وہ نہیں جانتے تھے کہ اس ظلم اور زیادتی کی سزا کس طرح ان کو ملنے والی ہے۔اس کا پہلا نظارہ اللہ تعالیٰ نے بدر کی جنگ میں دکھایا۔یہ دونوں سورتیں جو ہیں مکّہ میں نازل ہوئی ہیں۔سورۃ القلم کے بارہ میں تو کہا جاتا ہے کہ ابتدائی چار پانچ سورتوں میں سے ہے بلکہ بعض کے نزدیک سورۃ الْعَلَق کے بعد کی سورۃ ہے۔اسی طرح جو ذاریات ہے اس میں بھی یہ الفاظ آتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے ذوالقوۃ المتین ہونے کی بات کرتا ہے۔تو یہ بھی مکی سورۃ ہے۔

بہرحال مکّہ میں مسلمانوں کی جو ناگفتہ بہ اور مظلومیت کی حالت تھی وہ تاریخ اسلام کا ایک

دردناک باب ہے۔ لیکن ایسے وقت میں خدا تعالیٰ آپ ﷺ کو یہ تسلی عطا فرما رہا ہے کہ مَیں متین ہوں۔ میری پکڑ بڑی مضبوط ہے۔ اور ایسی ٹھوس اور مضبوط پکڑ ہے کہ جس سے بچنا ان دشمنان اسلام کے لئے ممکن نہیں اور پھر جنگ بدر میں کس طرح انہیں گھیر کر ان کے تکبّر اور غرور کو اللہ تعالیٰ نے توڑا، تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سورتوں کی آیات میں اس بات کو بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ ہمارے نشانات کو جھٹلاتے ہیں ان کو ہم ایسا پکڑیں گے کہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ یہ ہو کیا گیا ہے۔ یا ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی جو لوگ تجھے جھٹلا رہے ہیں ان کے جھٹلانے کی پرواہ نہ کر۔ اے رسول! اس جھٹلانے کی وجہ سے تجھ پر اور تیرے ماننے والوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں ان کو میرے لئے چھوڑ دے۔ یہ نہ سمجھ کہ وہ اپنے ظلموں میں کامیاب ہو جائیں گے یا وہ اپنے ظلموں کی وجہ سے مومنوں کو تجھ سے دُور کر دیں گے۔ نہیں وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔ مَیں جو سب طاقتوں کا مالک ہوں۔ جو مضبوط اور ٹھوس تدبیر کرنے والا اور طاقتور ہوں۔ مَیں انہیں اس طرح ان کا انجام دکھاؤں گا کہ وہ عبرت کا نشان بن جائیں گے۔ اگر مَیں انہیں کچھ ڈھیل دے رہا ہوں تو اس لئے کہ شاید ان میں سے کچھ اصلاح کر لیں اور شیطانی حرکتوں سے باز آ جائیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کمزوری دکھا رہا ہے جو ان کو ڈھیل دے رہا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہر چیز اور ہر انسان کی اور ہر مخلوق کی جان ہے بلکہ ہر چیز اس کی پیدا کردہ ہے اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور اللہ تعالیٰ جب چاہے ان کو پکڑ سکتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کو کوئی جلدی نہیں ہے۔ جب چاہے گا ان ظالموں کے ظلموں کی وجہ سے ان کو پکڑ کے پیس ڈالے گا۔ اگر باز نہیں آئیں گے تو خدا تعالیٰ کی چکی اس قدر زور سے چلے گی جو ان کو بالکل خاک کر دے گی۔ پس یہ تسلی تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس وقت آنحضرت ﷺ کو مکّہ میں دی جب ان پر ظلم ہو رہے تھے۔ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو لامحدود حکمت ہے جب ضروری سمجھے گی ان بدکرداروں کے انجام تک انہیں پہنچائے گی اور جب خدا تعالیٰ کی تقدیر فیصلہ کر لے کہ دشمن کا کیا انجام ہونا ہے تو جیسا کہ لفظ متین سے ظاہر ہے اور پہلے بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے دشمنوں کو اپنی بڑی مضبوط گرفت میں لے لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو آنحضرت ﷺ سے زیادہ کون پیارا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا خدا تعالیٰ کو آنحضرت ﷺ سے زیادہ پیارا تو کوئی اور نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بدر کی جنگ میں اپنے اس محبوب کی مدد کرنے کا اور ظالموں کو گرفت میں لینے کا ایک عظیم مظاہرہ دکھایا۔ عتبہ، شیبہ اور ابوجہل جیسے سرداران جو مسلمانوں پر ظلم کرتے ہوئے اپنے آپ کو سب طاقتوں کا مالک اور بڑا مضبوط سمجھا کرتے تھے۔ وجاہت کے لحاظ سے بھی اور جسمانی لحاظ سے بھی بڑی مضبوط گرفت والا سمجھتے تھے۔ وہ سب خاک و خون میں لتھڑے ہوئے عبرت کا نشان بنے ہوئے تھے۔ ابوجہل جو تکبر میں اور طاقت کے گھمنڈ میں سب کو پیچھے چھوڑتا تھا۔ گویا کہ اس وقت وہ فرعونِ وقت تھا اس سے خدا تعالیٰ نے کس طرح انتقام لیا؟ اور بدانجام کو پہنچا کہ اس کا قتل بھی دو کمسن انصاری بچوں نے کیا اور آخر وقت اس نے کہا کہ کاش مَیں کسی کسان کے ہاتھ سے قتل نہ ہوا ہوتا۔ مدینہ کے لوگ کیونکہ زراعت پیشہ تھے اور مکّہ کے جو کفار تھے وہ ان کے زراعت پیشہ ہونے کی وجہ سے انہیں کسان کہتے تھے اور انہیں تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا انتقام لیا کہ نہ صرف کسانوں سے بلکہ کسانوں کے بچوں سے اس کو قتل کروایا۔ اسی طرح بعض دوسرے سردار تھے جن کو قید کی ذلت برداشت کرنا پڑی۔ آنحضرت ﷺ نے جب مکّہ کے ان 24 سرداروں کو جو جنگ میں قتل ہوئے تھے اکٹھا دفنانے کا حکم فرمایا تو جب ان کو وہاں دفنا دیا گیا یا جب دفنایا جا رہا تھا، آپؐ اس گڑھے کے پاس تشریف لائے جس میں 24 لاشیں دفنائی گئی تھیں اور اُن مُردوں کو مخاطب کر کے فرمایا هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ حَقًّا فَاِنِّيْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِيَ اللّٰهُ حَقًّا کہ کیا تم نے اُس وعدہ کو حق پایا جو خدا نے میرے ذریعہ تم سے کیا تھا؟ یقیناً مَیں نے اس وعدہ کو حق پا لیا ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ سے کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس موقع پر فرمایا کہ یہ مرے ہوئے لوگ ہیں آپؐ ان سے کیا مخاطب ہو رہے ہیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں نہیں پتہ یہ مرے ہوئے تو ہیں لیکن اس وقت یہ جس جگہ پہنچ چکے ہیں وہاں یہ میرے الفاظ سن رہے ہیں۔

(مسند احمد۔ اوّل مسند عمر بن الخطابؓ)

پس جب خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی سے کہا کہ ان کا معاملہ مجھ پر چھوڑ، دیکھ مَیں ان کے ساتھ کیا کرتا ہوں تو تھوڑے سے، معمولی سے جنگی ساز و سامان کے ساتھ ایک تجربہ کار اور تمام تر جنگی ساز و سامان سے لیس فوج کی اس طرح کمر توڑی کہ دنیاوی تدبیر سے نہ اتنی فاش شکست دی جا سکتی ہے نہ دنیا نے کبھی یہ نظارہ دیکھا۔ اور پھر یہیں پر بس نہیں بلکہ فتح مکّہ تک اور اس کے بعد بھی خدا تعالیٰ نے پکڑ کے یہ نظارے دکھائے۔ شاہ ایران نے اگر آنحضرت ﷺ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اُس کے بیٹے کے ذریعہ سے پکڑا۔ اور پھر الٰہی تقدیر یہیں پر ہی نہیں رکی۔ آپؐ کی وفات کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ یہ مملکت بھی آپؐ کے زیرنگیں ہو گئی۔ شاہ ایران نے تو مٹی کا بورا عاصم بن عمرو کے کندھے پر ذلیل کرنے کے لئے اٹھوایا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کے بورے کو ہی ایران کی فتح کا نشان بنا دیا۔ تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کے قوی اور متین ہونے کی نشانی اور وہ اس طرح پکڑتا ہے کہ جب وقت آتا ہے تو کمزوروں کو طاقتوروں پر حاوی کر دیتا ہے۔

اب واپس آنحضرت ﷺ کے زمانے کی طرف آتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو سمجھنے کا موقع بھی عطا فرمایا تھا کہ شاید وہ سمجھ جائیں اور جب آنحضرت ﷺ ہجرت فرما رہے تھے اس وقت بھی ایسے موقعے آئے کہ اگر اس وقت اپنی وہ اپنی فرعونی صفت نہ دکھاتے اور سوچنے کی طرف توجہ دیتے تو پھر کبھی بدر کی جنگ کا معاملہ پیش نہ آتا۔

ہجرت کے وقت بھی تین مواقع آئے اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اگر سوچنے کی عقل ہوتی اور نیک فطرت ہوتی تو انہیں یقیناً اس بات پر سوچنے پر مجبور کرتی کہ کوئی طاقت ہے جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے۔ اگر یہ طاقت آنحضرت ﷺ کو بچا سکتی ہے تو وہ طاقت ہمیں بھی اپنی گرفت میں لے سکتی ہے۔ پہلے تو جب آنحضرت ﷺ باوجود پہرے کے ان لوگوں کے سامنے سے گزر کر گھر سے نکلے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو اس وقت اُن کے لئے سوچنے کا موقع ہونا چاہئے تھا۔ پھر جب غار میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ پاؤں کے نشان بھی نظر آ رہے تھے اور کھوجی بھی وہاں تک لے گیا تھا۔۔ لیکن مکڑی کے جالے کی وجہ سے انہوں نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ کھوجی نے یہی کہا کہ یا تو غار کے اندر ہیں یا آسمان پر چڑھ گئے ہیں اس وقت بھی ان کو سوچنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ ان بدفطرتوں نے اپنے انجام کو پہنچنا تھا۔ اسی لئے کسی نے اس بات پر غور نہیں کیا۔ پھر سفر کے دوران بھی آپ کو پکڑنے کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں اور آخر اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ ہم جانتے ہیں خیریت سے آپ کو مدینہ پہنچایا اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً دشمنوں سے اللہ تعالیٰ جو سلوک فرماتا رہا اس کا مَیں پہلے بھی ذکر کر آیا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے بدر سے لے کر فتح مکّہ تک اور اس کی بعد کی جنگوں میں بھی آپؐ کو محفوظ رکھا اور دشمنوں کی پکڑ کی۔

اللہ تعالیٰ ایک جگہ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۔ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (سورة ال عمران آیت نمبر179) اور ہرگز وہ لوگ گمان نہ کریں جنہوں نے کفر کیا کہ ہم جو انہیں مہلت دے رہے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے۔ ہم تو انہیں محض اس لئے مہلت دے رہے ہیں تا کہ وہ گناہوں میں اور بھی بڑھ جائیں اور ان کے لئے رسوا کر دینے والا عذاب مقدر ہے۔

پس جہاں اللہ تعالیٰ اس لئے چھوٹ دیتا ہے کہ جو نیک فطرت ہیں وہ سمجھ جائیں اور حق کو پہچان کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ ہو جائیں۔ وہاں زیادتیوں اور ظلموں سے بڑھنے والوں کو یہ چھوٹ، یہ ڈھیل ظلموں میں بڑھاتی ہے اور وہ گناہوں میں مزید مبتلا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کا انکار کر کے اور زیادہ اپنے گناہوں میں اضافہ کر رہے ہوتے ہیں اور پھر وہ لوگ سب سے زیادہ طاقتور اور مضبوط ہستی کی پکڑ میں آ کر ذلیل و رسوا کرنے والے عذاب میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کے لئے توبہ کا کوئی راستہ نہیں کھلا ہوتا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی چکی میں پستے ہیں جو ان کے باریک سے باریک ذرّے کر کے رکھ دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرعون کی مثال دے کر فرمایا ہے کہ جس طرح فرعون کو ڈھیل دی اور پھر پکڑا اسی طرح آنحضرت ﷺ کے دشمنوں کو بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں پکڑوں گا اور پھر پکڑ کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ کے پکڑنے کے اپنے طریقے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا دور جو ایک جلالی دور بھی تھا اور جنگوں کا بھی زمانہ تھا کیونکہ دشمنوں نے آپؐ پر جنگیں مسلط کی تھیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسی طریقہ سے دشمنوں کو پکڑا کہ وہ اس وقت کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنان اسلام کو اُسی حربہ کے ذریعہ سے ذلیل و رسوا کیا جو وہ مسلمانوں پر استعمال کرتے تھے اور اپنی مضبوط پکڑ کا اظہار فرمایا۔

آج بھی اللہ تعالیٰ کی صفت متین کام کر رہی ہے اور قائم ہے جیسے پہلے قائم تھی۔ اُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

کَیْدِیْ مَتِیْن کے نظارے خدا تعالیٰ آج بھی دکھاتا ہے اور آئندہ بھی دکھائے گا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تلوار کے جہاد کے ذریعہ سے نہیں جیسا کہ مَیں نے کہا، ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے پکڑنے کے اپنے طریقے رکھے ہوئے ہیں۔ بلکہ جو بانیٔ اسلام ﷺ پر ظالمانہ طور پر الزام لگانے والے ہیں اور استہزاء کا نشانہ بناتے ہیں، انہیں ایسے طریقہ سے پکڑے گا جس کے بارہ میں ہم سوچ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے کس طرح پکڑنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایسے لوگوں کو پکڑ کر پھر بتایا بھی۔ ان کو عبرت کا نشانہ بھی بنایا اور دنیا نے دیکھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے جو گُر بتایا ہے وہ یہ ہے کہ پکڑ تو میری آنی ہے لیکن جہاد کے ذریعہ سے پکڑ نہیں ہونی۔ پکڑ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے طریقہ سے کرنی ہے تم لوگوں نے کیا کرنا ہے لیکن جو طریق کار اختیار کرنا ہے اس میں تمہارا حصہ یہ ہو کہ تم دعا کا ہتھیار استعمال کرو اور یہ دعا کا ہی ہتھیار ہے جس کو ہم نے دیکھا۔ اس ہتھیار نے پنڈت لیکھرام کو بھی کچھ عرصہ ڈھیل دینے کے بعد اپنے انجام تک پہنچایا۔ عبداللہ آتھم کو بھی، ڈوئی کو بھی انجام تک پہنچایا اور باقی مخالفین بھی اپنے انجام کو پہنچے۔

پس آج بھی جو لوگ آنحضرت ﷺ کے بارہ میں استہزاء اور نازیبا کلمات کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ نہیں ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں یا لامذہب ہیں۔ قرآن کریم جو آنحضرت ﷺ کے واقعات کے علاوہ باقی انبیاء کے واقعات بھی بیان کرتا ہے کہ جب بھی مخالفین نے ان انبیاء کو دکھ پہنچائے تو اللہ تعالیٰ نے ایک مدت کے بعد، کچھ عرصے کے بعد، انہی کی تدبیریں ان پر الٹا دیں اور اپنے انبیاء کی حفاظت فرمائی۔ انسانی عقل اُس انتہا تک نہیں پہنچ سکتی جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کے حق میں دشمنوں کی سزا کا فیصلہ کیا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے بعض کو موت دے کر عبرت کا نشان بنایا۔ بعض کو ڈھیل دے کر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیابیاں دکھا کر انہیں اپنی آگ میں جلنے پر مجبور کیا۔ یہ بھی ان کے لئے پکڑ تھی۔

پس یہ فیصلہ خدا تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے کہ کس کو کس طرح پکڑنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ وَمَکَرُوْا وَمَکَرَاللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ثُمَّ یَتَقَضّٰی عَلَی الْمَاکِرِیْن۔ (تذکرہ صفحہ 219۔ ایڈیشن 2004ء) اور انہوں نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ پھر وہ تدبیر کرنے والوں پر جھپٹ پڑے گا۔ یَتَقَضّٰی عَلَی الْمَاکِرِیْن تدبیر کرنے والوں پر جھپٹ پڑے گا۔ اس کو مزید کھولیں تو یہ اس طرح بنے گا کہ اللہ تعالیٰ ان کو فنا کرنے کے لئے ان پر جھپٹے گا۔

پس جب اللہ تعالیٰ تدبیر کرتا ہے تو کسی کی زندگی ختم کر کے فنا کرتا ہے اور کسی کی عزت خاک میں ملا کر اس کو دنیا میں ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی تقدیر تو اپنا کام کرے گی اور کر رہی ہے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ جو اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے تھے اور جن کو کامل اور مکمل شریعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا اور سب سے زیادہ اگر کسی نبی کی پیشگوئیاں اس کی زندگی میں پوری ہوئیں تو وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔ آپ سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر بھی آتا ہے کہ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ (الکوثر 3-4) کہ تو اپنے ربّ کی بہت زیادہ عبادت کر اور اس کی خاطر قربانی کے معیار قائم کر۔ پس یہ حکم اُمّت کے لئے بھی ہے اور یہ عبادتیں اور ہر قسم کی قربانیوں کے اعلیٰ معیار ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے بڑھ کر سمیٹیں گے اور ہر قسم کی قربانیوں کے معیار قائم کرنے کی آج بھی ضرورت ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان عبادتوں اور قربانیوں کے وہ اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائی جو انسانی سوچ سے بھی باہر ہے۔ لیکن ایک اُسوۂ حسنہ آپ ہمارے لئے قائم فرما گئے اور اللہ تعالیٰ نے پھر اس معیار پر پہنچنے کے بعد اپنا وعدہ بھی پورا فرمایا۔ وہی لوگ جو آنحضرت ﷺ پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ آپ کی نسل چلانے والی اولاد نہیں یعنی آپؐ کے ہاں لڑکے نہیں ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ یہ جواب دے رہا ہے کہ وہ خود ابتر ہیں۔ آئندہ دیکھیں کیا نظارے ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل کرتا ہے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ جن لڑکوں کو وہ اپنی اولاد سمجھتے تھے ایک وقت آیا کہ وہی لڑکے اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق اپنے باپوں کی طرف منسوب ہونے کی بجائے آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہونے میں اپنی عزت اور افتخار سمجھتے تھے۔ چنانچہ اسلام کے غالب آنے کے بعد سرداران قریش کی تمام اولاد آنحضرت ﷺ کی آغوش میں آ گئی اور وہ اس بات پر فخر کرتے تھے۔ عکرمہ ابوجہل کا بیٹا تھا۔ لیکن مسلمان ہوئے تو جان کی بازی آنحضرت ﷺ کے لئے اور آپؐ کے دین کے لئے لگا دی اور ہر وقت لگانے کے لئے تیار رہے۔ ولید آنحضرت ﷺ کا بڑا دشمن تھا۔ اس کے بیٹے حضرت خالدؓ نے اسلام کے لئے وہ جوہر دکھائے جن کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کا ایک بڑا دشمن عاصی نام کا تھا اور اس کے بیٹے حضرت عمرو بن عاص نے اسلام کی کئی شاندار خدمات سرانجام دیں اور اسلام میں بڑے پائے کے جرنیل مانے جاتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ ہے جو سب طاقتوروں سے زیادہ طاقتور اور سب تدبیر کرنے والوں سے زیادہ تدبیر کرنے والا ہے۔ وہ آنحضرت ﷺ کی شان کو بلند سے بلند کرتا چلا گیا اور دشمن ناکام و نامراد ہوتا چلا گیا اور اس کی اولاد بھی اللہ تعالیٰ نے پھر آنحضرت ﷺ کی جھولی میں ڈال دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہی الہام ہوا تھا کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ کس طرح اللہ نے دشمن کو کئی مواقع پر خائب و خاسر کیا اور آج تک کرتا چلا جا رہا ہے۔ یہ نظارے ہم نے دیکھے۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کی مضبوط تدبیر کرنے کی دلیل نہیں ہے؟ یا کیا یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہونے کا اظہار نہیں؟ یقیناً ہے اور اس پر احمدیوں کو غور بھی کرنا چاہئے اور سوچنا بھی چاہئے اور ان وعدوں کے اپنی زندگیوں میں پورا ہوتے دیکھنے کے لئے دعاؤں کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’بجز خدا کے انجام کون بتلا سکتا ہے اور بجز اس غیب دان کے آخری دنوں کی کس کو خبر ہے۔ دشمن کہتا ہے کہ بہتر ہو کہ یہ شخص ذلت کے ساتھ ہلاک ہو جائے اور حاسد کی تمنا ہے کہ اس پر کوئی ایسا عذاب پڑے کہ اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ لیکن یہ سب لوگ اندھے ہیں اور عنقریب ہے کہ ان کے بدخیالات اور بدارادے انہی پر پڑیں۔ اس میں شک نہیں کہ مفتری بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے اور جو شخص کہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت بُری موت سے مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔ لیکن جو صادق اور اس کی طرف سے ہیں وہ مر کر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ ان پر ہوتا ہے اور سچائی کی روح ان کے اندر ہوتی ہے۔ اگر وہ آزمائشوں سے کچلے جائیں اور پیسے جائیں اور خاک کے ساتھ ملائے جائیں اور چاروں طرف سے ان پر لعن طعن کی بارشیں ہوں اور ان کے تباہ کرنے کے لئے سارا زمانہ منصوبے کرے تب بھی وہ ہلاک نہیں ہوتے۔ کیوں نہیں ہوتے؟ اس سچے پیوند کی برکت سے جو ان کو محبوب حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے۔ خدا ان پر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے مگر اس لئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں۔ ہر یک جوہر قابل کے لئے یہی قانون قدرت ہے کہ اوّل صدمات کا تختہ مشق ہوتا ہے‘‘۔ (اس کو بہت ساری تکلیفیں پہنچتی ہیں) ’’مثلاً اس زمین کو دیکھو جب کسان کئی مہینے تک اپنی قلبہ رانی کا تختہ مشق رکھتا ہے اور ہل چلانے سے اس کا جگر پھاڑتا رہتا ہے............ اسی طرح وہ حقیقی کسان کبھی اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے‘‘ (یعنی اللہ تعالیٰ کو یہاں کسان سے تشبیہ دی ہے کہ وہ حقیقی کسان اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے) ’’اور لوگ ان کے اوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں اور ہر یک طرح سے ان کی ذلت ظاہر ہوتی ہے۔ تب تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانے سبزہ کی شکل پر ظاہر ہو کر نکلتے ہیں اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔ یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنت اللہ ہے کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں‘‘ (یعنی ایسے گرداب میں، ایسی ہلاکت میں ڈالے جاتے ہیں جو بہت بڑی ہوتی ہے)۔ ’’لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ تا ان موتیوں کے وارث ہوں کہ جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں‘‘۔ (اللہ تعالیٰ ان کو اس لئے مشکلات میں نہیں ڈالتا کہ ان کو فنا کر دے یا غرق کر دے بلکہ نیک لوگوں کو ابتلاء اس لئے آتے ہیں تا کہ ان دریاؤں کے نیچے جا کر اللہ تعالیٰ کی وحدت کے دریا میں جو پھر رہے ہیں وہ مزید اس کی طرف توجہ کریں اور اس دریا میں سے موتی تلاش کر کے لائیں) ’’اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن اس لئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اس لئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں اور ان سے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت کی جاتی ہے اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے اور دکھ دیئے جاتے اور طرح طرح کی بولیاں ان کی نسبت بولی جاتی ہیں۔ اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں یہاں تک کہ بہتوں کے خیال وگمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں‘‘۔ (آج کل یہی الزام لگایا جاتا ہے نا کہ اگر آپ سچے ہوتے تو اس طرح تکلیفیں نہ اٹھا رہے ہوتے اور سارے مسلمانوں نے ایک طرف آپ کے خلاف محاذ نہ کھڑا کیا ہوتا۔) فرماتے ہیں کہ ’’بہتوں کے خیال وگمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں بلکہ جو شخص ان کو دکھ دیتا اور لعنتیں بھیجتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے۔ پس ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے اور اگر اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو تو خدا تعالیٰ اس کو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے‘‘۔ (ان کو فکر پیدا ہوتی بھی ہے تو تسلی دیتا ہے) ’’کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا اور فرماتا ہے کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ پس وہ صبر کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ امر مقدر اپنے مدّت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تب غیرت الٰہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلی میں اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے‘‘۔ (ایک ہی تجلی میں دشمنوں کو پاش پاش کر دیتی ہے) ’’سو اوّل نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور اخیر میں اس کی نوبت آتی ہے‘‘۔ (پہلے دشمن خوش ہوتے ہیں کہ ان کو وہ تکلیفیں دے رہے ہیں۔ پھر آخر جو انجام ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا ہوتا ہے)۔ ’’اسی طرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کریں گے اور بہت ستائیں گے۔ لیکن آخر نصرت الٰہی تیرے شامل ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کرے گا‘‘۔

(انوارالاسلام۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 52 تا 54)

پھر اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں نے ایک کشف میں دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور وہ کہتا ہے کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں‘‘۔ (یعنی لوگ پیچھے ہٹتے جا رہے ہیں) ’’تب مَیں نے اس کو کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو تو اس نے عربی زبان میں جواب دیا اور کہا کہ جِئْتُ مِنْ حَضْرَةِ الْوِتْرِ یعنی مَیں اس کی طرف سے آیا ہوں جو اکیلا ہے۔ تب مَیں اس کو ایک طرف خلوت میں لے گیا۔ اور مَیں نے کہا کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں مگر کیا تم بھی پھر گئے تو اس نے کہا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ تب مَیں اس حالت سے منتقل ہو گیا‘‘۔ (یعنی پھر واپس اسی حالت میں آ گیا۔) فرمایا کہ ’’یہ سب امور درمیانی ہیں‘‘۔ (بیچ کے معاملات ہیں جو ہونے ہیں۔ یہ انجام نہیں ہیں بلکہ یہ جو معاملات ہو رہے ہیں، واقعات چل رہے ہیں ان کا ایک حصہ ہے)۔ فرمایا ’’جو خاتمہ امر پر منعقد ہو چکا ہے وہ یہی ہے کہ بار بار کے الہامات اور مکاشفات سے جو ہزارہا تک پہنچ گئے ہیں اور آفتاب کی طرح روشن ہیں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ مَیں آخر کار تجھے فتح دوں گا اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کر دوں گا اور تجھے غلبہ ہوگا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی اور فرمایا کہ مَیں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کروں گا‘‘۔

(انوارالاسلام۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 54)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’یاد رہے کہ یہ الہامات اس واسطے نہیں لکھے گئے کہ ابھی کوئی ان کو قبول کر لے۔ بلکہ اس واسطے کہ ہر یک چیز کے لئے ایک موسم اور وقت ہے۔ پس جب ان الہامات کے ظہور کا وقت آئے گا۔ تو اس وقت یہ تحریر مستعد دلوں کے لئے زیادہ تر ایمان اور تسلی اور یقین کا موجب ہوگی۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ‘‘ (انوارالاسلام۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 54)

اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں، قربانیوں اور ایمان کی مضبوطی کے ساتھ دین پر قائم رہتے ہوئے احمدیت یعنی حقیقی اسلام (کی ترقی) کے نظارے دکھاتا رہے۔ اس کے ساتھ ہی مَیں دعا کے لئے خاص طور پر ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ پاکستان کی سالمیت کے لئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو احمدیت کی وجہ سے ہی بچا لے کیونکہ احمدیوں نے اس کے بنانے میں بہت کردار ادا کیا ہے اور بہت قربانیاں دی ہیں۔ اس ملک کو توڑنے اور بدامنی پھیلانے والے جو لوگ ہیں آج کل اس میں مصروف ہیں۔ انہوں نے نہ ہی کبھی پاکستان کے قیام میں حصہ لیا اور نہ ہی اس حق میں تھے کہ پاکستان بنے۔ لیکن اب ملک سے ہمدردی کے نام پر ایک نیا طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے۔ اسلام اور ملک کی بقا کے نام پر ملک کو توڑنے کے درپے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ملک دشمنوں کی پکڑ کے بھی جلد سامان پیدا فرمائے اور ہمارے ملک کو بچائے۔ آمین

جاپان میں ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات کا انعقاد

(رپورٹ: ملک منیر احمد۔ ناظم اجتماع مجلس انصار اللہ جاپان)

خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ جاپان کو اپنا چوتھا سالانہ اجتماع اپنی شاندار روایات کے مطابق منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس اجتماع کیلئے جاپان کے مشہور Fuji پہاڑ کے قریب نیشنل یوتھ سینٹر میں ایک سال قبل ہی بکنگ کرادی گئی تھی۔ جب سورج نکلا ہو تو پہاڑ کی چوٹی بہت خوبصورت نظارہ پیش کرتی ہے۔ امسال بھی تینوں ذیلی تنظیموں نے یہ اجتماع باہم ملکر منعقد کیا۔ اور تمام تنظیموں کی حاضری بھی اچھی رہی۔ مکرم انیس احمد ندیم صاحب ومبلغ سلسلہ جاپان اور ناگویا سے آنے والے اکثر دوست شام کو ہی تشریف لے آئے تھے۔

11/ اکتوبر کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جو کہ ہمارے انڈونیشین بھائی مکرم احمد فاتح الرحمٰن صاحب قائد مجلس ٹوکیو نے پڑھائی۔

مجلس انصار اللہ کے اجتماع کی افتتاحی تقریب ایک بڑے ہال میں 9 بجکر 45 منٹ پر شروع ہوئی۔ تلاوت ونظم کے بعد مجلس انصار اللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کے عہد دہرائے گئے۔ اس کے بعد مکرم انیس احمد صاحب ندیم مبلغ انچارج ونیشنل صدر انصار اللہ جاپان نے افتتاحی تقریر کی۔

آپ نے پہلے جاپانی زبان میں خطاب کیا اور اس میں تمام جاپانی بچوں اور بڑوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے پاس جاپانی لٹریچر کی بہت کمی ہے اس لئے آپ لوگ آگے آئیں اور سب ملکر اس کام میں ہاتھ بٹائیں اور جو اپنے آپ کو پیش کرنا چاہتا ہے وہ اس کام کیلئے اپنا نام لکھوائے۔ اس کے بعد آپ نے اُردو میں تمام حاضرین سے خطاب کیا اور والدین کو بھرپور تحریک کی کہ اپنی اولادوں کو خدمت دین کے کاموں کے لئے تیار کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے مقصد یعنی اشاعت اسلام اور اشاعت قرآن کی مہم میں آپ کے ساتھی بن جائیں۔ آپ نے تمام احباب کو یہ خوش خبری بھی سنائی کہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے جاپان کو اپنا جماعتی ترجمان رسالہ ’’النور‘‘ شائع کرنے کی توفیق ملی ہے۔

آخر میں آپ نے تمام حاضرین اجتماع کو اس اجتماع کو ایک باوقار مثالی اور بہترین اجتماع منعقد کرنے کی نصائح کیں۔ اور پھر دُعا کے ساتھ یہ افتتاحی اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اس کے بعد سب مجالس نے اپنے علمی اور ورزشی مقابلہ جات کروائے۔

اس کے بعد تمام مجالس نے الگ الگ علمی مقابلہ جات کروائے جن میں تلاوت قرآن کریم، نظم، تقریر، فی البدیہ تقریر، پرچہ نصاب مقابلہ پیغام رسانی، مشاہدہ و معائنہ منعقد کروائے۔ جس میں تمام خدام و انصار نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ الحمد للہ۔ سب انصار اور خدام باقاعدہ تیاری کے ساتھ شامل ہوئے اور فاستبقوا الخیرات کا منظر دیکھنے میں آیا۔ علمی مقابلہ جات میں سب سے دلچسپ مقابلہ ’’قرآن کریم کوئز‘‘ تھا جو مجلس ٹوکیو اور ناگویا کے مابین ہوا۔ یہ مقابلہ بہت دلچسپ اور بہترین انداز میں منعقد کیا گیا۔

اس کے بعد دوسرا مقابلہ فی البدیہ تقریر کا تھا۔ یہ تقاریر بھی بہت ہی پسند کی گئیں۔

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد انصار اور خدام کے الگ الگ ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ لمبی چھلانگ، تیز چلنے اور دوڑنے کے مقابلہ جات منعقد ہوئے اور انصار اور خدام نے ان تمام مقابلوں میں بھرپور حصہ لیا۔ ورزشی مقابلہ جات کا دلچسپ پہلو مقابلہ فٹ بال کا میچ تھا جو مجلس خدام الاحمدیہ جاپان اور مجلس انصار اللہ جاپان کے مابین کھیلا گیا۔

پہلے دن ان مقابلہ جات اور نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد انصار اللہ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا جو رات 11:00 بجے تک جاری رہا۔

دوسرا دن

12 اکتوبر بروز سوموار کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم ہوا جس کے بعد پھر صدر مجلس انصار اللہ نے جاپانی اور اُردو زبان میں حاضرین اجتماع کو سنٹر کی رہائش کو بہترین صفائی کے ساتھ واپس کرنے کی ہدایات دیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ممبر نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اس کے بعد اختتامی پروگرام بھی مجلس خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ اور انصار اللہ نے اکٹھے منعقد کیا۔ اس پروگرام کی صدارت بھی محترم مبلغ انچارج صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے جاپانی ترجمہ اور نظم کے بعد پہلے انصار میں اوّل اور دوئم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے۔ جس کے بعد خدام الاحمدیہ کے تقسیم انعامات کی کارروائی کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ آخر میں مکرم مبشر احمد زاہد صاحب صدر مجلس انصار اللہ جاپان نے تقریر کی جس میں آپ نے تمام حاضرین ممبران کا شکریہ ادا کیا اور انصار اللہ جاپان کو ہمیشہ ترقی کی راہوں پر گامزن رہنے کی دُعا دی۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے مختصر سی تقریر کی اور تمام انصار، خدام کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں مکرم انیس احمد ندیم صاحب مبلغ انچارج جاپان نے اجتماع کی کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور خدام و انصار کو کہا کہ آئندہ بھی سب مل جل کر کام کریں اور اسی طرح ہمیشہ خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں خدا تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ اس کے بعد آپ نے دُعا کروائی اور یہ سالانہ اجتماع بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

لجنہ اماء اللہ کے اجتماع میں ان کے اپنے علمی و ورزشی مقابلے ہوئے۔

آخر میں دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر کام کرنے والے اور شامل ہونے والے کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین

مجلس شوریٰ مجلس انصار اللہ جاپان

اجتماع کے موقع پر انصار اللہ کی مجلس شوریٰ بھی منعقد کی گئی جس میں تلقین کی گئی کہ ہر ناصر سال میں ایک دفعہ قرآن کریم کا دور ترجمہ کے ساتھ مکمل کرے۔ اور حضور انور کے ارشاد کے مطابق ہر ناصر اپنے اوپر دو نوافل لازم کر لے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مجلس شوریٰ بہت ہی کامیاب رہی۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ اجتماعات جماعت جاپان کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت
مختلف زبانوں میں
تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

البانین (Albanian) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

البانین زبان البانیہ اور کوسوو کے علاوہ مقدونیہ کے ممالک میں بولی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ساؤتھ سربیا، مانٹینیگرو، ترکی اور جنوبی اٹلی اور جنوبی یونان کے بعض دیہات میں بھی اس کے بولنے والے موجود ہیں۔ اندازہ ہے کہ قریباً ستر لاکھ افراد یہ زبان بولتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر مکرم محمد زکریا خان صاحب نے 1984ء میں البانین زبان میں ترجمہ قرآن کا آغاز کیا۔ اس ترجمہ کے لئے تفسیر صغیر اور حضرت ملک غلام فرید صاحب کی One Vol.Short commentary اور حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ قرآن کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

یہ ترجمہ 1990ء میں پہلی دفعہ انگلستان سے Unwin Brothers Ltd کے پریس سے طبع ہوا۔

البانین زبان میں یہ پہلا ترجمہ قرآن کریم ہے جو جماعت احمدیہ نے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسی سال دو تراجم Kosovo میں شائع ہوئے ورنہ اس سے قبل البانین زبان میں کوئی ترجمہ قرآن موجود نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ترجمہ بہت مقبول ہوا۔ ترجمہ اور تفسیری نوٹس دونوں بہت پسند کئے گئے۔

مکرم محمد زکریا خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

”1984ء کے اوائل میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں فوراً البانین زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شروع کروں۔ چنانچہ مجھے تحریک جدید (ربوہ) کا چھوٹا گیسٹ ہاؤس دیا گیا جہاں بیٹھ کر مَیں نے ترجمہ شروع کیا۔ اس وقت میرے پاس کوئی لغت کی کتاب نہ گرائمر کی اور نہ ہی کوئی اور البانین زبان کا لٹریچر تھا۔ ایک سادہ رجسٹر اور تفسیر صغیر اور حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ اور حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کے انگریزی تراجم کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

ترجمہ قرآن کے ساتھ ساتھ تفسیری نوٹس بھی ترجمہ کئے۔ لیکن کمپیوٹر کی سہولت نہ ہونے کے باعث سارا ترجمہ ہاتھ سے ہی تحریر کیا گیا۔ 1984ء میں جب حضورؒ ہجرت کر کے لندن تشریف لے آئے تو مجھ سے باقاعدہ ترجمہ کی رپورٹ منگواتے رہے اور فرماتے تھے کہ جوبلی تک اسے مکمل کرنا ہے۔

اسی دوران حضورؒ نے ایک سپارے کا ترجمہ انگلستان اور سوئٹزرلینڈ کی تین بڑی کمپنیوں کو چیک کرنے کی غرض سے بھجوایا۔ ان کی رپورٹ آنے پر حضورؒ نے فرمایا کہ آپ ترجمہ مکمل کریں۔ حالانکہ میرے لئے بغیر ڈکشنری اور گرائمر کی کتاب کے ترجمہ کرنا نہایت مشکل تھا۔

1987ء میں حضورؒ نے مجھے لندن بلا لیا اور اسلام آباد میں قیام کے دوران مَیں نے اس کو کمپیوٹر پر ٹائپ کرنا شروع کیا۔ 1988ء میں حضورؒ نے مجھے بطور مبلغ ڈنمارک بھجوا دیا اور ایک ماہ بعد امیر جماعت ڈنمارک کی ذمہ داری بھی سونپ دی۔ ڈنمارک میں قیام کے دوران دو مخلص نوجوان برادرم منصور طارق صاحب اور برادرم فضل الرحمٰن صاحب نے اس کی کمپوزنگ میں بہت مدد کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اس ترجمہ کی تیاری میں حضورؒ نے ازراہ شفقت مجھے اس بات کی اجازت مرحمت فرمائی کہ البانین مزاج کو سامنے رکھ کر تفسیری نوٹس تیار کئے جائیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جوبلی سال کے اندر یہ ترجمہ و تفسیری نوٹس مکمل ہوئے۔ 1990ء کے اوائل میں شائع ہو گیا۔ الحمد للہ۔“

اس کا دوسرا ایڈیشن جماعت احمدیہ جرمنی کی زیر نگرانی 2003ء میں شائع ہوا۔ دوسرے ایڈیشن کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ قرآن کریم اور حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے ترجمہ کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اس کی پروف ریڈنگ اور نظر ثانی مکرم پروفیسر ڈاکٹر کمال مراد صاحب اور پروفیسر Besa Vila نے کی ہے۔

مکرم محمد زکریا خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

”دوسرا ایڈیشن بھی خاکسار نے خود تیار کیا اور پہلے ایڈیشن کی خامیوں کو دور کیا گیا۔ تفسیری نوٹس میں اضافہ کیا۔ سورتوں کا تعارف بھی کروایا گیا۔

اس نئے ایڈیشن میں پہلی بار جدید عربی Text استعمال ہوا۔ یہ ٹیکسٹ جماعت احمدیہ جرمنی نے پاکستان سے خریدا تھا مگر اس میں بہت زیادہ اصلاحات کی ضرورت تھی جس کے لئے مربیان کرام جماعت جرمنی نے بہت محنت کی۔ خاص طور پر مکرم ساجد نسیم صاحب نے اس ٹیکسٹ کی پروف ریڈنگ کا کام کیا۔ اس نئے ایڈیشن کو طباعت کے لئے تیار کرنے کے سلسلہ میں جرمن جماعت کے مخلص نوجوان برادرم طارق صاحب اور میرے بیٹے عزیزم طاہر خان نے دن رات کمپیوٹر پر کام کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اس ترجمہ کے بارہ میں مخالفین نے بہت شور مچایا اور پوسٹر اور کتب کے ذریعہ اس کی مخالفت کرتے رہے۔ مقدونیہ (Macedonia) میں ایک پوسٹر شائع ہوا جس کا عنوان تھا False Translation of the Holy Quran۔ لیکن کسی ایک مقام پر بھی اس کے ترجمہ پر اعتراض نہیں اٹھایا گیا بلکہ تفسیری نوٹس پر اعتراضات اٹھائے گئے جو قرآن کا حصہ نہیں۔ اسی طرح کوسوو (Kosovo) میں ایک کتاب شائع ہوئی جس میں تقریباً 100 صفحات جماعت کے خلاف سیاہ کئے گئے ہیں۔ اس میں بھی تفسیری نوٹس پر اعتراضات ہیں۔ مگر اس کے برعکس ہر سعید روح نے اس ترجمہ کو بہت پسند کیا ہے“۔

سپینش (Spanish) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مکرم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین کو قرآن مجید کا سپینش زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے موزوں آدمی کی تلاش کے واسطے ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ سورۃ الدھر کا انگریزی ترجمہ مختلف ماہرین زبان کو سپینش ترجمہ کے لئے بھجوایا گیا۔ ان میں سے سب سے بہتر ترجمہ جناب D.Antonio Carillo Robles صاحب کا تھا۔ مکرم Antonio صاحب ایک کیتھولک پادری تھے اور چرچ آف مالاگا (Malaga) میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے اور خیال کیا جاتا تھا کہ شاید یہ آرچ بشپ آف مالاگا بنیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے منظوری کے بعد سپینش زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کا آغاز 1983ء میں ہوا اور اس کے پہلے ایڈیشن کی تیاری میں پانچ سال کا عرصہ لگا۔ یہ ترجمہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ کو بنیاد بنا کر کیا گیا۔

طریق کار یہ تھا کہ Mr.Carillo آڈیو کیسٹ میں ترجمہ ریکارڈ کرتے تھے اور مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر کی صاحبزادی مکرمہ رضیہ تسنیم صاحبہ اسے کیسٹ سے سن کر ٹائپ رائٹر پر ٹائپ کر کے مترجم کو بھجواتی تھیں۔ Mr.Carillo ہر دو ہفتہ کے بعد میڈرڈ سے Xativo مکرم ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب کے پاس آتے جہاں دونوں مل کر ترجمہ کی نظر ثانی کرتے اور اسے بہتر بنانے کی سعی کرتے۔ اس کے بعد فائنل مسودہ پیڈروآباد میں مکرم مولانا عبدالستار خان صاحب مبلغ انچارج سپین کو بھجوایا جاتا جو عربی متن کے ساتھ اس کا موازنہ کرتے۔ اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی طرف سے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے ترجمہ میں بعض آیات پر متبادل نیا ترجمہ بھی موصول ہوتا رہا جسے اس ترجمہ میں شامل کیا گیا۔ بالآخر سپینش ترجمہ قرآن کا پہلا ایڈیشن 1988ء میں اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشن لمیٹڈ کے زیر اہتمام انگلستان سے Richard Clays پریس سے طبع ہوا۔

یہ ترجمہ 23.50 X15.50 کے سائز میں 1525 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی سیاہ رنگ کی مضبوط جلد ہے جس پر سنہری لکھائی اور خوبصورت حاشیہ ہے اور نہایت دیدہ زیب ہے۔

یہ ترجمہ بہت سی خوبیوں کو لئے ہوئے ہے۔ اس میں سورتوں کی ترتیب سے انڈیکس ہے۔ نیز پاروں کا انڈیکس بھی دیا گیا ہے۔ آغاز میں چھ صفحات پر مشتمل قرآن مجید اور اسلام کا عمومی تعارف ہے۔ ہر سورۃ سے پہلے سورۃ کا تعارفی نوٹ ہے۔ اسی طرح بعض آیات پر حاشیہ میں تفسیری نوٹ بھی ہیں گویا یہ ترجمہ اپنے ساتھ مختصر تفسیر بھی لئے ہوئے ہے۔ نیز مشترکہ مضمون کی آیات کے حوالے بھی ساتھ ساتھ دئے گئے ہیں جس سے قاری کو مضمون سمجھنے میں بہت آسانی ہو جاتی ہے۔ سورتوں کا تعارف اور مختلف آیات پر تشریحی نوٹس وغیرہ حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ کی One Volume Short Commentary سے لئے گئے ہیں۔

سپینش ترجمہ قرآن مجید کے آخر پر ان عربی الفاظ اور اصطلاحات کی تشریح دی گئی ہے جو ترجمے میں استعمال ہوئے ہیں۔ نیز حروف تہجی کے اعتبار سے 23 صفحات پر مشتمل انڈیکس بھی شامل ہے۔ معیاری ترجمہ، خوبصورت اشاعت اور مذکورہ بالا خوبیوں نے ہمارے ترجمے کو چار چاند لگا دئے ہیں۔ اہل علم حضرات نے نہ صرف خود اس کو پسند کیا بلکہ اگر کوئی ان سے قرآن مجید سے متعلق مشورہ مانگے تو ہمیشہ ہمارے اس ترجمہ کی طرف ہی راہنمائی کرتے ہیں۔

پہلا ایڈیشن ختم ہونے کے قریب پہنچا تو دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کی تیاری کا کام شروع کیا گیا۔ مکرم ڈاکٹر عطا الٰہی منصور صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت کے مطابق نظر ثانی کا کام کیا۔

پہلے ایڈیشن کی طرح ایڈیٹوریل نوٹ کے علاوہ قرآن مجید اور اسلام کا عمومی تعارف چھ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر سورۃ سے پہلے سورۃ کا تعارف دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے آخر پر حروف تہجی کے اعتبار سے انڈیکس شامل ہے نیز عربی اصطلاحات کا تعارف شامل اشاعت ہے۔ البتہ مشترکہ آیات کے حوالے نیز مختلف آیات پر تشریحی نوٹس اس ایڈیشن میں شامل نہیں کئے گئے۔ گویا یہ سادہ سلیس ترجمہ لئے ہوئے ہے۔

2003ء کے آغاز میں 23.50 X 15.50 سائز پر کل 1122 صفحات کے ساتھ سبز رنگ کی مضبوط جلد پر جس پر سنہری لکھائی اور حاشیہ ہے سپینش ترجمہ قرآن کریم کا یہ دوسرا ایڈیشن ”اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ“ کے زیر اہتمام منظر عام پر آ چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت کو ہر اعتبار سے جماعت کے لئے مفید اور نفع رساں بنائے اور یہ بہتوں کی ہدایت کا موجب ہو۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

میدان عمل میں خدمت دین اور تائیدات الٰھی کے دلچسپ اور ایمان افرز واقعات

(داؤد احمد حنیف۔ مبلغ امریکہ)

خاکسار کی تاریخ پیدائش 3 فروری 1943ء ہے۔ میرے والد صاحب مکرم چوہدری سید محمد صاحب (مرحوم) سابق باڈی گارڈ حضرت مصلح موعودؓ اور والدہ محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ سابق صدر لجنہ اماء اللہ چک 332 ج ب تھیں۔ والدین نے اپنے طور پر خاکسار کو بچپن سے ہی وقف کیا ہوا تھا۔ چنانچہ جب خاکسار نے مڈل سکول کا امتحان پاس کیا تو میرے والد صاحب خاکسار کو جامعہ احمدیہ میں داخل کروانے کیلئے ربوہ لے گئے۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ اور تعلیم

ان ایام میں جامعہ احمدیہ میں داخلہ پرائمری پاس کو بھی دیا جاتا تھا۔ اور پہلی پانچ کلاسوں میں پرائمری پاس سے لے کر بی اے پاس کرنے والے طلباء کو ٹیسٹ لینے کے بعد اُس کے دینی علم کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب کلاس میں داخلہ دیا جاتا تھا۔ خاکسار کو چوتھی کلاس میں داخلہ ملا۔ اس کلاس میں میٹرک پاس سے لے کر بی اے تک کی تعلیم والے دیگر طلباء داخل تھے۔ ہمارے کورس میں عربی زبان میں فقہ کی کتاب قدوری اور منطق کیلئے مرقاۃ عربی زبان کی کتابیں تھیں۔ اس سے علم رکھنے والے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جامعہ کا ابتدائی معیار ہی کافی مشکل تھا۔ خاکسار کو کافی پریشانی ہوئی اور ابتدا میں جب سالانہ رخصتیں ہوئیں تو خاکسار نے اپنی مشکل کا اظہار والدین سے کیا۔ میرے والد صاحب کو بہت فکر ہوئی چنانچہ وہ عربی کی کتب پہلے خود مطالعہ کر کے پوری تیاری کرتے اور پھر رخصتوں میں مجھے پڑھاتے رہے اور حوصلہ دلاتے رہے کہ ایک دو سال میں سب آسان ہو جائے گا گھبرائیں نہیں۔ والدہ صاحبہ محترمہ نے بھی پوری توجہ خاکسار پر مرتکز رکھی اور دعاؤں کو عروج تک پہنچا دیا۔ میرے اساتذہ کے پاس پہنچ کر اپنی پریشانی بتائی کہ یہ ہمارا بڑا بیٹا ہے اور ہم نے اسے وقف کیا ہوا ہے اور یہ شروع میں ہی بہت گھبرا گیا ہے اس کا دل جامعہ میں لگائیں۔ چنانچہ میرے بعض اساتذہ نے خاکسار پر خصوصی توجہ دینی شروع کر دی۔ تاہم خاکسار کا پہلا سارا سال بڑی پریشانی اور گھبراہٹ میں گزرا مگر جب ہمارے سالانہ امتحان کا نتیجہ نکلا تو خاکسار اپنی کلاس میں اوّل آیا اس پر بڑا حوصلہ پیدا ہوا اور قدرے تسلی ہوئی کہ جامعہ کو پاس کر سکتا ہوں۔ سوچ میں تبدیلی آئی اور اب آہستہ آہستہ توجہ اس طرف ہو گئی کہ اپنے ساتھیوں سے تعلیم میں مقابلہ کروں گا۔ کچھ طلباء دوست بن گئے اور پھر کھیلوں میں شرکت اور ناظرین کی داد نے ایک خاص پوزیشن عطا کر دی جو وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ عزت عطا کرتی رہی اور صورتحال یوں ہو گئی کہ کُجا یہ کہ شروع سال میں جامعہ جانے کو دل ہی نہیں کرتا تھا اور اب کیفیت بالکل تبدیل ہو گئی اور اب چھٹیوں میں بھی جامعہ سے گھر جانے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ خاکسار تعلیم میں اچھے طلباء میں شامل رہا البتہ کھیل کے میدان میں کئی سال بہترین کھلاڑی رہا اور ہر کھیل میں بھی اعلیٰ کھلاڑیوں میں رہا۔

جامعہ کی تعلیم کے دوران ہی خاکسار نے مکرم میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ سے اجازت لے کر پرائیویٹ طور پر میٹرک کا امتحان پاس کر لیا اور بعد ازاں سروس کے دوران مولوی فاضل اور ایم اے اسلامک سٹڈیز میں پاس کیا۔ جامعہ احمدیہ سے کامیابی کا سہرا ہمارے بہت ہی مشفق اور مہربان اساتذہ کرام اور پرنسپل صاحب کے سر ہے۔ ہمیں جن بزرگ اساتذہ نے پڑھایا اور اخلاق سکھلائے ان کے نام خاص دعا کی تحریک کے ساتھ عرض ہیں۔

مکرم میر داؤد احمد صاحب استاد و پرنسپل ۔مکرم حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب ۔مکرم ملک مبارک احمد صاحب ۔مکرم قاضی نذیر احمد صاحب ۔مکرم مولوی تاج دین صاحب۔ مکرم مولوی محمد احمد صاحب ثاقب۔ مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب۔مکرم میر محمود احمد صاحب۔مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب۔مکرم نور الحق تنویر صاحب ۔مکرم ابو المنیر نور الحق صاحب۔ مکرم پیر معین الدین احمد صاحب۔مکرم غلام باری سیف صاحب۔مکرم سید سمیع اللہ صاحب۔مکرم محمد اسلم فاروقی صاحب۔مکرم قاضی مبارک احمد صاحب ۔مکرم قریشی مقبول احمد صاحب۔مکرم مبارک احمد صاحب۔مکرم بابا یوسف عرف سواحیلی صاحب۔مکرم قریشی محمد نذیر صاحب۔

جامعہ سے خاکسار جون 1965ء میں فارغ التحصیل ہوا اور 3/نومبر 1965ء کو خاکسار کی شادی اپنی خالہ زاد مکرمہ بشریٰ حنیف صاحبہ (بنت چوہدری علم دین صاحب اور محترمہ غلام بی بی صاحبہ آف چک 209 ر۔ب) کے ساتھ ہوئی۔ شادی کے پانچ ماہ بعد خاکسار کا پاسپورٹ بن گیا تو خاکسار کو اکیلے 21 مارچ 1966ء کو سیرالیون کیلئے روانہ کر دیا گیا۔ اور میری بیوی اکیلی پاکستان میں صبر و تحمل سے واقف زندگی کے وقف کو کامیاب کرنے میں مسلسل قربانی کرتی رہیں۔ جزاھا اللہ احسن الجزاء۔

گیمبیا کیلئے تقرری

خاکسار نے جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کی ڈگری جون 1965ء کو حاصل کی اور 12/جون سے ہمیں تحریک جدید میں بھجوا دیا گیا۔ جہاں پر اُس وقت کے قوانین کے مطابق جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والے مبلغین کی صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کیلئے تقسیم ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ انٹرویو بورڈ کے فیصلہ کے مطابق ہم میں سے دو یعنی مکرم یوسف سلیم صاحب اور مکرم راجہ نصیر احمد صاحب کو صدر انجمن کیلئے منتخب کیا گیا اور دیگر تینوں یعنی مکرم بشیر الدین محمود احمد صاحب اور مکرم محمد عیسیٰ صاحب (مرحوم) اور خاکسار کو تحریک جدید کے تحت بیرون ملک کام کرنے کیلئے منتخب کیا گیا۔

سیرالیون میں عارضی قیام

ازاں بعد مکرم محمد عیسیٰ صاحب (مرحوم) کا کینیا کیلئے اور خاکسار کا تقرر گیمبیا کیلئے کیا گیا۔ چنانچہ پاسپورٹ بنوا کر 21/مارچ 1966ء کو خاکسار کو سیرالیون بھجوا دیا گیا۔ اور ارشاد ہوا کہ وہاں جا کر وہاں سے حصول ویزا گیمبیا کی کوشش کریں۔

سیرالیون سے مکرم بشارت احمد صاحب بشیر (مرحوم) اُس وقت کے امیر صاحب نے ویزا گیمبیا کیلئے بڑی کوشش کی مگر گیمبیا سے جواب ملا کہ داؤد احمد حنیف صاحب کو بطور مبلغ ویزا نہیں دیا جا سکتا۔ اس سے قبل وکالت تبشیر نے براہ راست گیمبیا سے ویزا کے حصول کی کوشش کی تھی مگر یہی جواب ملا تھا کہ انہیں ویزا نہیں دیا جا سکتا اسی لئے مرکز نے خاکسار کو سیرالیون بھجوا دیا تھا کہ وہاں سے شائد کوشش کامیاب ہو۔ جب سیرالیون سے رابطہ کے نتیجے میں بھی یہی جواب ملا کہ ویزا نہیں مل سکتا تو پریشانی تو ہوئی مگر خاکسار کو ایک خواب کی بنا پر یقین تھا کہ بالآخر کامیابی ہو گی۔

خاکسار نے جامعہ کے آخری سال میں خواب دیکھا کہ خاکسار کو ایک ملک میں بطور مبلغ بھجوایا گیا ہے جہاں کے رہنے والے سفید لوگ ہیں مگر اس کا نام گیمبیا ہے۔ بالآخر جب خاکسار گیمبیا پہنچا تو اس وقت تک یہ ملک آزاد ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس طرح خواب کی تعبیر بھی واضح ہو گئی۔

جب ساری رات مچھروں سے لڑائی میں گزرتی

سیرالیون میں خاکسار کا قیام 23 مارچ 1966ء تا نومبر 1966ء تک رہا۔ جماعت نے ایک پرائمری سکول ممبولو چیفڈم میں کھولنے کا وعدہ وہاں کے چیف الحاج شیبرا صاحب سے کیا ہوا تھا۔ چنانچہ خاکسار اور مکرم چوہدری عبدالشکور صاحب کو وہاں ابتدائی طور پر بھجوایا گیا۔ اس جگہ نہ کوئی مشن ہاؤس تھا نہ کوئی احمدی۔ چیف صاحب کے پاس ہم پہنچے تو انہوں نے ہمیں اپنے نئے تعمیر کردہ گھر میں ٹھہرانے کا انتظام کیا۔ عمارت پختہ تھی مگر اس میں کوئی سامان نہ تھا اور اس کے اردگرد بہت گھاس پھیلی ہوئی تھی جس میں اڑنے والی بہت چھوٹی سی چیز جسے 'مُوت مُوت' کہتے تھے بہت زیادہ پائی جاتی تھی۔ ہمارے پاس کوئی بستر چارپائی نہیں تھی البتہ اوپر اوڑھنے کیلئے چادریں اور مچھر دانیاں تھیں۔

چیف کے کارندے ہمیں نئے مکان میں لے گئے اور کہا کہ آپ یہاں انتظار کریں ہم آپ کے Bed کا انتظام کرتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں وہ ایک چوگاٹھ سی اور چند لکڑیاں، کچھ گھاس اور ایک چادر لے آئے اور کمرے میں رکھ کر اسے جوڑا۔ وہ لکڑیاں اور گھاس اس پر ڈال کر چادر بچھا کر کہنے لگے یہ آپ دونوں کا بستر ہے اور وہاں سے چلے گئے۔ ہم نے اپنا سامان وہاں رکھا۔ رات ہو گئی اس پر اپنی اپنی مچھر دانی لگائی اور لیٹ گئے مگر چند منٹوں میں کوئی چیز کاٹنے لگی۔ تھوڑی دیر اس کو برداشت کیا اور اسے اندھیرے میں اپنی طرف سے اڑانے کیلئے ہاتھ پاؤں مارتے رہے مگر پھر برداشت سے باہر ہو گیا تو خاکسار نے مکرم شکور صاحب سے کہا کہ مَیں تو برآمدے میں باہر فرش پر لیٹتا ہوں یہاں غالباً گھاس میں کوئی چیز ہے جو تنگ کر رہی ہے۔ چنانچہ برآمدے میں آیا اور مچھر دانی ایک طرف سے کھڑکی کے ساتھ باندھی اور پاؤں کی جانب ایک کرسی رکھ کر اُس کے اوپر مچھر دانی لگا لی اپنی چادر کو زمین پر بچھایا اور لیٹ گیا مگر چند منٹوں میں پھر وہی چیز یہاں بھی کاٹنے لگی۔ خاکسار نے سمجھا یہ غالباً تکیہ کے اندر گھس کے آ گئی ہے۔ چنانچہ مچھر دانی سے تکیہ باہر پھینکا اور بغیر تکیہ کے لیٹنے کی کوشش کی مگر پھر بھی کوئی چیز کاٹنے لگی۔ خاکسار نے موم بتی مچھر دانی کے اندر جلا کر اس چیز کا پتہ چلانے کی کوشش کی مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ اسی اثنا میں مکرم شکور صاحب بھی تنگ ہو کر برآمدہ میں آ کر میری طرح مچھر دانی لگا چکے تھے۔ دونوں نے کاٹنے والی چیز کو ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر کچھ پتہ نہ چلا اور رات اسی کے ساتھ کُشتی کرتے گزری۔ اگلے دن ہم نے سوچا باہر سے کھڑکیوں کے راستے کوئی چیز اندر آ کر تنگ کرتی ہے۔ چنانچہ ایسا کمرہ ڈھونڈا جس میں کوئی کھڑکی نہ تھی البتہ چھوٹے چھوٹے سوراخ روشن دان کی جگہ تھے۔ رات کو مچھر مار دوائی کو اُس کمرہ میں چھڑکا اور پھر وہاں سونے کی کوشش کی مگر پھر کوئی چیز کاٹنے لگی۔ پہلی رات کی نسبت اس کا زور کم تھا۔ اگلی رات مکان کے باہر ایک کمرہ لیا جس میں کوئی روشندان بھی نہ تھا چنانچہ اگلی رات وہاں مچھر مار چھڑک کر تسلی کر کے اندر سونے کیلئے جلد داخل ہو کر کمرہ بند کر لیا مگر یہاں بھی کوئی چیز کاٹتی تھی۔ اگلے دن یہاں سوراخ تلاش کرنے لگے تو پتہ چلا کہ دہلیز کے نیچے خالی جگہ ہے۔ چنانچہ اسے بند کیا اور رات کو مچھر مار دوائی چھڑک کر اندر سونے کی کوشش کی مگر ابھی بھی کوئی چیز کاٹتی رہی۔ اگلے دن مزید کوشش سے پتہ چلا کہ صرف ایک چھوٹا سا سوراخ جسے Key Hole یعنی چابی کیلئے دورازے میں جو سوراخ ہوتا ہے، وہ بند نہیں کیا اس پر ہم نے Tape لگائی ۔خوب مچھر مار چھڑکاؤ کیا اور کچھ دیر بعد بھاگ کر کمرے کے اندر داخل ہوئے اور کچھ دوائی مزید چھڑک لی کہ جو کوئی چیز ہمارے ساتھ آ گئی ہو وہ بھی مر جائے اور رات آرام سے سو سکیں۔ خدا کا فضل ہوا اور اب کی رات کسی چیز نے نہیں کاٹا اور آرام سے زمین پر سونے لگے۔ لوگوں سے پوچھا کہ یہ کونسی چیز ہے جو نظر بھی نہیں آتی اور بہت سخت کاٹتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس کا نام 'مُوت مُوت' ہے اور یہ بہت باریک ہوتی ہے اور گھاس میں بہت ہوتی ہے۔ اسی قسم کے اور بھی واقعات مبلغ کو پیش آتے ہیں۔ اور اگر ذہنی طور پر ہر قسم کی قربانی کرنے کیلئے تیار نہ ہو تو مشکلات کئی گنا بڑھ جاتی ہیں۔ چند دن بعد مکرم امیر صاحب نے مکرم شکور صاحب کو واپس فری ٹاؤن بلا لیا۔ اور خاکسار اکیلا وہاں کام کرتا رہا۔

گیمبیا میں آمد اور ویزا کا حصول

سیرالیون میں ویزا گیمبیا نہ ملنے کی اطلاع کے چھ ماہ بعد گیمبیا کے امیر مکرم مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی دمہ کی تکلیف سے سخت بیمار ہو گئے اور جماعت گیمبیا کی طرف سے ان کے بارہ میں تاروں کے ذریعے ان کی حالت کی تشویشناک صورت پہنچنے پر مرکز نے سیرالیون کے امیر صاحب محترم کو تار بھیجا کہ مکرم داؤد احمد حنیف صاحب فوری طور پر گیمبیا چلے جائیں اور جس طرح بھی ہو وہاں داخل ہو جائیں۔ Common Wealth ملک کا باشندہ ہونے کے ناطے خاکسار گیمبیا میں داخل ہو سکتا تھا۔

14 نومبر 1966ء کو بذریعہ ہوائی جہاز خاکسار گیمبیا بطور زائر پہنچ گیا ۔ مولانا صاحب بہت بیمار تھے ان کی خدمت کی توفیق ملی ۔ انہیں دمہ کی تکلیف تھی اور بیماری میں اتار چڑھاؤ بہت تھا۔ خاکسار نے دمہ کا مریض پہلی دفعہ دیکھا تھا۔ جب دمہ کا حملہ زیادہ ہوتا تو انتہائی پریشانی ہوتی۔ مولانا صاحب نے ہومیو پیتھک ادویات رکھی ہوئی تھیں اور خاکسار کو فرماتے تھے کہ فلاں دوائی لے آؤ خاکسار وہ لے آتا۔ وہ کھا لیتے تھوڑی دیر کے بعد فرماتے اب علامتیں بدل گئیں ہیں اب فلاں دوئی لے آؤ خاکسار وہ لا دیتا۔ بس اسی طرح روزانہ ہوتا رہتا۔ جب دمہ کا زور ختم ہو جاتا تو لگتا تھا کہ کوئی بیماری ہے ہی نہیں ۔ ایک دن حملہ اتنا سخت تھا کہ معلوم نہیں کہ رات زندہ رہیں گے یا نہیں۔ اس وقت یہ تصور کر کے کہ اگر مولانا صاحب فوت ہو گئے تو پھر کیا کروں گا مجھے تو مردہ کو نہلانا بھی نہیں آتا اور یہاں کوئی اور پاکستانی بھی نہیں جس سے مشورہ کر سکوں۔ لوکل زبان بھی نہیں آتی تھی۔ اُس وقت کی میری حالت بہت عجیب تھی ۔ مریض سے نا اُمیدی کے آثار نمایاں تھے ۔ چنانچہ خاکسار نے ان کی نازک حالت کی مرکز بذریعہ تار اطلاع بھجوائی اور دعا کی درخواست کی ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی دعا کی برکت سے فضل فرمایا اور انہیں بہت آرام آ گیا اور بیماری کا زور ٹوٹ گیا اور چند دن بعد مرکز سے ان کے لئے واپسی سفر کے لئے ہوائی جہاز کے ٹکٹ مل گئے اور انہیں وہاں سے پاکستان بھجوا دیا گیا اور گیمبیا میں صرف خاکسار اکیلا رہ گیا۔

مرکزی ہدایت پر Work Visa کے حصول کیلئے جماعت کا تین رُکنی وفد مکرم عاش مالک انڈونی ،مکرم کیبا جانے اور مکرم محمد سُخنا صاحب پر مشتمل وزیر اعظم Sir Dawooda Keraba Jawara صاحب سے ملا اور جماعت کے دوسرے مبلغ (خاکسار) کیلئے ویزا دینے کی درخواست کی اور دونوں اطراف سے کافی دلیل بازی بھی ہوئی۔ ہمارے وفد نے انہیں یہ باور کروانے کی بڑی کوشش کی کہ ہم تو امن پسند لوگ ہیں اور ہمارے مبلغ کبھی فساد کا ذریعہ نہیں بنتے۔نیز گیمبیا میں عیسائیوں کو بہت سارے مبلغین بلانے کی اجازت ہے ہمیں کیوں دوسرے مبلغ کیلئے گورنمنٹ ویزا نہیں دیتی۔

اس پر Prime Minister صاحب نے فرمایا کہ ہمیں جو رپورٹس ملی ہیں وہ یہ ہیں کہ جماعت کا لوکل مبلغ سالکینی میں گیا تو وہاں لڑائی جھگڑا ہوا اسی طرح جہاں بھی وہ جاتا ہے وہاں جھگڑا ہوتا ہے۔

ہمارے وفد نے انہیں جواب دیا کہ آپ تحقیق کروا کر دیکھ لیں جو بھی اور جہاں بھی کوئی جھگڑا ہوا اس میں ہمارے مبلغ کا قطعاً کوئی قصور نہیں تھا۔انہوں نے فرمایا کہ مَیں آپ کی اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ آپ کے مبلغ کا اس میں کوئی قصور نہیں تھا لیکن حکومت کیلئے جہاں وہ گیا وہاں مشکل پیدا ہوئی۔اگر آپ کا مبلغ وہاں نہ جاتا تو جھگڑا پیدا نہ ہوتا۔ان کے وہاں جانے کے نتیجہ میں لوکل لوگ جھگڑا کرنے لگے۔ہم نے تو یہ دیکھنا ہے کہ امن کیسے قائم رہتا ہے۔

اس پر ہمارے وفد نے یہی تکرار کیا کہ ہم اس ملک کے باشندے ہیں ہماری ضرورت ہے کہ ایک اور مبلغ آئے تو آپ ہماری مدد کریں اور لوگوں کو سمجھائیں کہ ہم امن پسند ہیں اور ان کے مبلغ سے لوکل لوگ جھگڑا نہ کریں تو صورتحال بہتر ہوگی اور ہماری ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور ہمارے مبلغ تو حقیقت میں لوگوں کی بھلائی کیلئے مفت تعلیم دیتے ہیں وغیرہ اور ہم اپنے مبلغ کو صورتحال وضاحت سے بتائیں گے۔

نیز وفد نے پرائم منسٹر صاحب سے کہا کہ ہمارا مبلغ اتنی بڑی رقم خرچ کر کے ملک میں آچکا ہے اور اب اگر انہیں واپس بھجوایا گیا تو ہمیں بہت نقصان ہوگا۔گو خاکسار نے وفد کو ملاقات سے پہلے زور دے کر یہ بات سمجھائی تھی کہ حکومت چونکہ تحریری طور پر خاکسار کے اس ملک میں بطور مبلغ داخل ہونے کا انکار کر چکی ہے اسلئے یہ بات انہیں ہرگز نہ پتہ چلے کہ مبلغ ملک میں داخل ہو چکا ہے ورنہ صورتحال مشکل ہو جائے گی۔مگر معلوم ہوتا ہے وفد کے ممبر نے اپنی سادگی اور اس یقین سے بات بیان کردی کہ ہمارے پرائم منسٹر صاحب بہت ہمدرد انسان ہیں صحیح بات کا علم ہونے پر صحیح اقدام ہی کریں گے۔اُن سے سارا حال بیان کر دیا۔

ان کی بات سن کر سر داؤد خیر با جوارا صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا اچھا ٹھیک ہے ہم آپ کے مبلغ کو واپس نہیں بھجوائیں گے اور جب تک انہیں Work Visa جاری نہیں کیا جاتا اس وقت تک انہیں ہر تین ماہ بعد بطور زائر نیا ویزا دیتے رہیں گے۔ چند ماہ بعد خاکسار کو Work Visa مل گیا اور خاکسار بطور مبلغ کام کرنے لگا۔

اس واقعہ سے اہل گیمبیا، وہاں کی حکومت اور خاص طور پر سر داؤد خیر با جوارا صاحب پرائم منسٹر کے صاحبِ اخلاق حمیدہ ہونے پر روشنی پڑتی ہے اور یہ بات اظہر من الشّمس ہوتی ہے کہ اہل افریقہ دل کے صاف اور صداقت پسند ہیں۔جب سچائی ظاہر ہو جائے تو انہیں اس کے قبول کرنے میں کوئی عار نہیں ہوتی۔

خاکسار بعد میں اسی ملک میں قریباً 30 تیس سال خدمت بجالاتا رہا ہے اور یہ سارا عرصہ انہی کی حکومت گیمبیا میں رہی۔ یہ اس عرصہ میں اکثر حصہ حکومت بطور پریذیڈنٹ رہے ہر پانچ سال بعد انتخابات کرواتے۔انتخابات بڑے شفاف طور پر کرواتے۔اور پریذیڈنٹ صاحب کے اہل گیمبیا دل سے عزت واحترام کرتے۔

بطور مبلغ گیمبیا

الغرض خاکسار کو جو خواب دکھایا گیا تھا وہ اس طرح پورا ہوا اور خاکسار آزاد گیمبیا میں بطور مبلغ پہنچ گیا۔جب خاکسار کو کام کرنے کا ویزا مل گیا تو اس اثناء میں مرکز کی طرف سے مکرم چوہدری محمد شریف صاحب کو بطور امیر گیمبیا دوسری دفعہ بھجوایا گیا۔ ان کی آمد پر یعنی مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی کی روانگی کے قریباً دو ماہ بعد خاکسار کے اندرون ملک تقرر کیلئے مرکز سے استصواب کیا اور عارضی طور پر خاکسار کو ایک گاؤں سالکینی نامی میں بھجوایا۔یہاں پر باتھرسٹ دارالخلافہ گیمبیا کے بعد سب سے بڑی احمدیہ جماعت تھی۔

مکرم مولانا صاحب سمندر کی بندرگاہ پر جہاں سے سالکینی کیلئے کشتی روانہ ہوتی تھی خاکسار کو الوداع کہنے کیلئے تشریف لائے۔ وہاں پر دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا اور فرمانے لگے کہ میرے دل ہی کا معاملہ ہوتا تو مَیں کبھی بھی آپ کو یہاں سے باہر نہ بھجواتا مگر خدا کے کام کیلئے بھجوانے کے سوا چارہ نہیں اس لئے روانہ کرتا ہوں۔ پھر کنارے پر کھڑے دعاؤں میں اُس وقت تک مصروف رہے جب تک ہماری کشتی نظروں سے اوجھل نہیں ہوگئی۔

دوسرے کنارے پر پہنچا۔خاکسار کے ساتھ ایک لوکل دوست مکرم ہارون الرشید نیو لینڈ صاحب کو بھی بھجوایا گیا تھا کہ وہ خاکسار کا تعارف لوگوں سے کروادیں۔یہ دوست نہایت مخلص احمدی تھے۔ان کا تعلق Oku Marabu قبیلہ سے تھا اور کریوُل زبان بولتے تھے۔ یہ زبان بغیر گرائمر کے انگریزی زبان ہی ہے کافی جلد سمجھ آجاتی ہے۔ان کا قیام سالکینی میں قریباً ہفتہ بھر رہا۔اس دوران میرا اور ان کا تعارف لوکل افراد جماعت سے ہوتا رہا۔ یہ لوگ میڈنکا زبان بولتے تھے جو نہ میرے اس ترجمان کو آتی تھی اور نہ مجھے۔اور دوسری طرف سالکینی کے لوگوں میں سے بہت ہی شاذ انگریزی بولنے والے ملے وہ بھی ٹوٹی ہوئی انگریزی تھوڑی تھوڑی بولتے اور شروع میں ہمارا تبادلہ خیالات عموماً ایک آدھ فقرے کے بعد ایک دوسرے کو خوشی سے دیکھتے ہوئے سر ہلاتے اور بغل گیر ہو کر ہوتا تھا۔

دارالخلافہ سے روانگی سے قبل خاکسار نے کوشش کی کہ لوکل زبان میں کوئی کتاب مل جائے تو اس کی مدد سے زبان سیکھی جائے مگر پتہ چلا کہ لوکل زبانیں صرف بولی جاتی ہیں ان کا اپنا کوئی رسم الخط نہیں ہے اور انہیں لکھنے کیلئے انگریزی یا عربی حروف تہجی استعمال ہوتے ہیں اور یہ چونکہ برطانوی استعمار کے نیچے رہے ہیں اس لئے جو گورنر اندرون ملک بھجوائے جاتے تھے ان کے لئے گورنمنٹ نے روزمرہ کی ضروریات کیلئے چند صفحات کے نوٹس تیار کروائے ہوئے ہوتے تھے۔چنانچہ ان کی تلاش کرنے پر میڈنکا زبان کے نوٹس کی ایک کاپی مجھے مل گئی۔خاکسار وہ نوٹس اپنے ساتھ لے آیا اور سالکینی کے دو ماہ کے قیام میں ان نوٹس سے زبان سیکھنے اور لوگوں کے ساتھ وہی فقرے جو یاد کئے ہوتے دوہرا کر مہارت پیدا کرنے لگا۔خاکسار جب بھی کوئی ٹوٹا پھوٹا جملہ لوگوں سے گفتگو کیلئے بولتا تو لوکل لوگ اس قدر خوش ہوتے جس کی انتہا نہیں۔یہ لوگ ہمارے ملک کی طرح نہیں تھے کہ اگر کوئی دوسرے کی زبان کا فقرہ صحیح نہ بولے تو اس کا مذاق اڑانے لگیں بلکہ اس کے بالکل بر خلاف بہت حوصلہ افزائی کرتے۔اس کے باعث دو ماہ کے اندر خاکسار نے کافی ابتدائی حصہ زبان کا سیکھ لیا اور حسب ضرورت استعمال کرنے لگا۔ سالکینی میں ایک پرائمری سکول تھا۔خاکسار نے اساتذہ سکول سے تعارف پیدا کرنا شروع کیا۔جُوں جُوں تعارف بڑھا انہیں لٹریچر سلسلہ پیش کرنے لگا اور سوالات کے جوابات دینے شروع کئے۔

تثلیث کے مسئلے پر ایک عیسائی سے گفتگو

سکول کے ہیڈ ماسٹر BaldehMethew Yahya صاحب تھے جو مسلم نژاد تھے مگر عیسائی سکولوں میں پڑھنے اور ان کے اثر کے باعث عیسائیت قبول کر چکے تھے۔ان کے ساتھ گفتگو میں تثلیث کے مسئلے پر قدرے بحث کا رنگ پیدا ہو گیا۔خاکسار نے انہیں بتایا کہ یہ مسئلہ انسانی عقل کے خلاف ہے اور مذہب اور عقل آپس میں ہم آہنگ ہیں ایک دوسرے کے متضاد نہیں۔ انہوں نے جواباً کہا کہ عیسائیت خدا کو واحد ہی مانتی ہے تین نہیں مانتی اور یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ آتی ہے۔مَیں عملاً آپ کو بتاتا ہوں۔چنانچہ وہ اُٹھ کر کمرہ سے باہر گئے اور ایک پتہ اُٹھا کر لے آئے اور کہنے لگے دیکھیں یہ ایک بھی ہے اور اس کے تین کونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے اور یہ تین بھی ہیں۔

خاکسار نے انہیں کہا کہ اچھا ابھی ایک منٹ انتظار کریں مَیں ابھی آتا ہوں۔چنانچہ باہر نکلا اور سامنے ہی ایک پودے کا وہ پتہ لے آیا جس کے پانچ کونے تھے وہ انہیں لا کر پیش کر دیا اور کہا کہ اگر آپ والی تشریح مانی جائے تو پھر تین کی بجائے پانچ بلکہ اس سے بھی زیادہ خدا آپ کو ماننے چاہئیں۔ وہ بہت مبہوت ہو گئے۔ساتھ ہی خاکسار نے انہیں یہ سمجھایا کہ جس طرح تثلیث آپ سمجھتے ہیں ویسی بھی نہیں کیونکہ تین کونوں والے پتے پر ہی غور کریں تو واضح ہوگا کہ پتہ تو ایک ہی ہے اور تین کونے اس کے تین حصے ہیں۔جس کا مطلب ہے کہ تین علیحدہ علیحدہ ہوں تو وہ ایک پتّہ یعنی خدا نہیں ہو سکتے بلکہ آپ کے خیال کے عین مطابق تین ناقص مل کر ایک کامل خدا بن گیا جو غلط ہے۔کیونکہ تین ناقصوں کے ملنے سے ایک وجود جو بنے گا وہ بھی ناقص ہی کہلائے گا کامل نہیں کہلا سکتا۔پھر بائبل کو بغور پڑھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ باپ خدا کو بیٹے اور روح القدس سے زیادہ طاقت حاصل ہے، وغیرہ۔

انہیں مزید تو کوئی دلیل پیش کرنے کی توفیق نہ ملی اور وہ خاموشی سے بقیہ گفتگو سنتے رہے اور دوست بن گئے۔اور آئندہ ملاقاتوں میں پھر عیسائیت پر گفتگو سے گریز کرتے۔ البتہ مسلم علماء کی بیان کردہ قابل اعتراض باتوں کو بیان کر کے اپنے شکوک کا ازالہ کرتے رہے اور احمدیہ تشریحات کو سراہنے لگے۔یہ دوست بعد میں وزیر بنے اور جماعت کا احترام کرتے رہے۔

قیام سالکینی کے دوران ایک دن خاکسار کی اُنگلی زخمی ہوگئی وہاں پر زخم ٹھیک کرنے کیلئے مرہم پٹی کی سہولت اُن دنوں نہیں تھی۔ چنانچہ اس میں پیپ پڑ جانے سے بڑی تکلیف کا سامنا رہا اور کچھ دیر بعد جب دارالخلافہ باتھرسٹ پہنچا تو پھر اس کا علاج ممکن ہو سکا۔سالکینی میں خاکسار کو عارضی طور پر بھجوایا گیا تھا۔چنانچہ اس دوران مرکز سے خاکسار کا تقرر جارج ٹاؤن قصبہ میں کرنے کی اطلاع آنے پر واپس باتھرسٹ پہنچا۔ وہاں ایک ہفتہ میں تیاری وغیرہ کر کے نئی جگہ جانے کیلئے روانہ ہوا۔

جارج ٹاؤن میں قیام

جارج ٹاؤن، باتھرسٹ سے 190 میل اندرون ملک قصبہ ہے اور ملک کا دوسرا اہم مقام، یہ دریا کے اندر چار میل لمبا اور قریباً زیادہ سے زیادہ ایک میل چوڑا جزیرہ ہے۔ اور انگریز گورنر کا یہ صوبائی دارالخلافہ رہا ہے یہاں پہنچنے کے لئے دو ذریعے تھے ایک دریا کے ذریعہ جہاز لیڈی رائٹ اور دوسرے بذریعہ پبلک ٹرانسپورٹ۔ یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ گیمبیا ایک چھوٹا سا ملک ہے اس کی کل لمبائی قریباً چار سو میل اور چوڑائی تیس میل سے لے کر 12 میل ہے۔اور اس کے درمیان ایک طرف سے شروع ہو کر آخر تک دریا بہتا ہے جو دارالخلافہ باتھرسٹ سے لے کر فاٹوٹو تک Navigable ہے اور مذکورہ بالا جہاز اُن دنوں ہر پندرہ روز بعد ایک چکر لگاتا تھا چنانچہ اسی جہاز پر خاکسار نے سفر کیا اور 36 گھنٹے میں طے کیا۔

یہاں پہنچ کر خاکسار نے اُن 30 افراد سے رابطہ کرنے کی کوشش کی جن کی فہرست ملی تھی۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے مولانا غلام احمد بدوملہی صاحب اور ایک لوکل علاقہ کے سب سے بڑے عالم کیبا سِلاّ صاحب کے ساتھ مباحثہ (جس میں لوکل عالم کو شکست ہوئی) کے بعد بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی تھی۔

ان لوگوں نے بیعت تو کی تھی مگر جماعت باقاعدہ تشکیل نہیں دی گئی تھی۔ چنانچہ جب خاکسار نے ان لوگوں سے رابطہ شروع کیا تو صرف مندرجہ ذیل افراد خاکسار کے پاس آنے شروع ہوئے۔مکرم غوث کجیرا، بالا جاٹا فامارا سائینگ، رامض دیاب، سیدی مختار کیبا، جام جاؤ، جُلا باساح، فوڈے طُورے اور اسحاق سائینگ۔

خاکسار کا قیام ان دنوں مکرم رامض دیاب صاحب کے ہاں ہوا۔اور ان کے گھر پر مغرب کی نماز باجماعت ادا کرنی شروع کی اس میں مندرجہ بالا میں سے تین چار دوست آجایا کرتے تھے۔ نماز کے بعد خاکسار عقائد احمدیت کے بارے ان سے گفتگو کرتا اور اپنی علیحدہ باقاعدہ جماعت کے قیام کیلئے کوشاں رہتا اور نماز جمعہ کے انعقاد کی انہیں ترغیب دیتا رہتا۔خاکسار کی گفتگو بذریعہ ترجمان ہوتی تھی۔ترجمان کا فریضہ خاکسار کے میزبان رامض دیاب صاحب ادا کرتے تھے۔ یہ دوست لبنانی نژاد تھے اور کاروباری آدمی تھے۔ان کی کپڑے کی دکان تھی اور ایک سینما چلاتے تھے۔سینما یہ اپنے گھر میں دکھاتے تھے جو خاکسار کیلئے بڑی پریشانی کا موجب تھا۔ خاکسار ان احباب کو باقاعدہ علیحدہ جماعت بنانے اور جمعہ کی نماز کے قیام کی تلقین کرتا مگر اس کا کوئی اثر نظر نہیں آرہا تھا اور پریشانی بڑھ رہی تھی۔ چنانچہ خاکسار نے مکرم چوہدری محمد شریف صاحب امیر گیمبیا کو علیحدہ مکان کرایہ پر لینے کی درخواست کی۔چنانچہ انہوں نے خاکسار کے میزبان کو علیحدہ مکان کرایہ پر حاصل کرنے کیلئے کہا۔انہوں نے اپنے بھائی کا مکان پانچ پونڈ ماہانہ کرایہ پر لے دیا وہاں منتقل ہو گیا اور خیال تھا کہ اب علیحدہ جگہ مل گئی ہے ہماری جماعت باقاعدہ قائم ہو جائے گی۔ یہاں پر بھی وہی چند لوگ مغرب کے وقت آتے۔اس مکان میں بجلی پانی کی سہولت نہیں تھی اور دن کے وقت یہ لوگ آتے ہی نہیں تھے اس لئے مغرب

پر تھوڑی دیر ان سے بات چیت ہوتی اور جمعہ کی نماز کیلئے ترغیب دی جاتی۔ صرف ایک دوست نے وعدہ کیا کہ وہ آئیں گے۔ ایک طالب علم سے بھی کچھ تعلق بن گیا تھا اس نے بھی وعدہ کیا کہ وہ بھی آئیں گے۔ چنانچہ طالب علم تو آگئے اور ہم نے جمعہ کی تیاری کی اور انتظار کرتے رہے مگر تیسرے دوست نہ آئے۔ پریشانی مزید بڑھ گئی۔ وہ شام کو آئے تو وجہ پوچھی مگر انہوں نے کچھ نہ بتائی بس ٹال دیا۔ چند دن بعد ایک شخص شیخ ڈمفا، دن کے وقت آئے اور ترجمان کے ذریعہ کہنے لگے کہ مَیں نے بیعت کرنی ہے۔ مَیں نے پہلے سوچا کہ یہ اَن پڑھ دوست جماعت میں معلوم نہیں کس غرض کیلئے داخل ہونا چاہتے ہیں مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ ان کے دل کا حال تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے مجھے شک کرنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ترجمان کے ذریعہ شرائط بیعت انہیں سنائیں اور انہوں نے قبول کرتے ہوئے بیعت کر لی۔ انہوں نے خواب میں احمدیت کو سچا پایا تھا اور اسی لئے انہوں نے بیعت کی تھی۔ الحمدللہ۔

یہ دراصل یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِی اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ کے مطابق خدائی رہنمائی سے جماعت میں داخل ہوئے۔ گیمبیا میں مجھے حاصل ہونے والی یہ پہلی بیعت تھی۔ اس سے خاکسار کو انتہائی خوشی ہوئی اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

ابھی اس مکان میں آئے مہینہ نہیں ہوا تھا کہ مہینہ کے اخراجات کا بِل خاکسار نے مکرم امیر صاحب کو بھجوایا تو ان کی طرف سے ارشاد آیا کہ ”پانچ پونڈ ماہانہ کرایہ کا مکان جماعت ادا نہیں کر سکتی۔ آپ فوری طور پر کوئی ایسا مکان کرایہ پر لیں جس کا کرایا ڈیڑھ پونڈ تک ہو۔ بجلی کی آپ کو ضرورت نہیں۔ جو علمی کام کرنا ہو وہ آپ دن کے وقت کر لیا کریں اور پانی دریا سے منگوا لیا کریں“۔

یہ ارشاد ملتے ہی مکان کی تلاش شروع کر دی اور چند دن میں ایک احاطہ میں ایک کمرہ ڈیڑھ پونڈ کرایہ پر مل گیا۔ اتفاقاً اس میں بجلی سپلائی تھی اور کرایہ میں شامل تھی۔ چنانچہ خاکسار فوراً اپنا سامان اٹھا کر اس نئے کمرہ میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ غالباً 14X12 فٹ کا تھا۔ اس کو چادر کے ذریعہ خاکسار نے دو حصوں میں تقسیم کر لیا ایک حصہ کو کچن بنایا وہاں اپنا چولہا اور کھانے پکانے کا سامان اور ساتھ ہی کتب وغیرہ رکھ لیں اور دوسرے حصہ میں اپنی چارپائی ایک کرسی اور چھوٹی میز رکھ لی۔ رات کو چارپائی بچھانے کیلئے کرسی میز کو ایک طرف کر لیتا اور دن کے وقت چارپائی کو اکٹھا کر کے پردے کے پیچھے دیگر اشیاء کے ساتھ لگا دیتا اور میز کرسی کو کھلے حصہ میں لگا کر دفتر بنا لیتا۔ شروع میں تو سوائے ان چند افراد کے جنہوں نے بیعت کی ہوئی تھی کوئی اور نہیں آتا تھا۔ خاکسار دن کے وقت بازار میں انفرادی طور پر لوگوں سے ملتا اور تعارف پیدا کرتا۔

ایمان افروز واقعہ

وہاں پر حکومت کا واحد ہائی سکول جسے آرمیٹیج ہائی سکول کہتے تھے موجود تھا۔ چنانچہ اس کے اساتذہ سے بھی رابطے شروع ہو گئے۔ اس کی ابتدا رامض دیاب صاحب کے گھر میں سینما دیکھنے آنے والے ایک ٹیچر مکرم ماجہ سونکو صاحب کے ذریعہ ہوئی۔ خاکسار کا ان سے تعارف ہوا۔ انہوں نے سکول آنے کی دعوت دی چنانچہ سکول جانا شروع کیا اور ان کے ذریعہ دیگر اساتذہ سے بھی رابطے ہونے لگے۔ یہ دوست چیفوں کے گھرانے سے تھے اور اس وقت ان کے بڑے بھائی چیف تھے۔

یہاں یہ بات بیان کرنی بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ گیمبیا میں توہم پرستی اور تعویذ گنڈے کا بہت سخت رواج تھا۔ آبادی تو قریباً 95% مسلمان تھی جو زیادہ تر قادری اور تیجانی فرقہ کے مسلمان ہیں فقہ مالکی پر عمل پیرا ہیں۔

قادری لوگ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو ترجیح دیتے اور تیجانی شیخ احمد تیجان کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کرتے مگر ساتھ ہی ہر دو فرقوں میں ان کے لیڈرز نے قریباً ہر کام کیلئے ایک تعویذ بنا رکھا ہے اور پانچ پونڈ سے لے کر سو دو سو پونڈ تک بلکہ اس سے بھی زیادہ رقم میں فروخت کرتے تھے۔ یہ ساری باتیں بدعات میں شامل ہیں۔ حقیقت میں دین اسلام سے ان چیزوں کا کوئی تعلق نہیں۔ مگر ان چیزوں کے ذریعہ علماء نے اپنے طوق توہم پرستوں پر لادے ہوئے ہیں اور ساتھ یہ تعلیم بھی دیتے ہیں کہ اگر تم نے ہمارے بتائے ہوئے طریق پر تعویذ استعمال نہ کیا تو تم پر اور تمہارے خاندان پر تباہی آجائے گی اور اس بات پر انہیں سختی سے عمل پیرا کرتے ہیں تاکہ ان کے اس کاروبار کو ترقی ملے اور لوگوں سے مسلسل آمد ہوتی رہے۔ تعویذ کو لوکل زبان میں ”جُوجُو“ کہتے ہیں لوگ اپنے جُوجُو کی حفاظت دوسری چیز سے بہت زیادہ کرتے ہیں۔ جُوجُو کی تفصیل اس کا طریق استعمال وغیرہ کیلئے تو بہت صفحات چاہئیں جنہیں یہاں بیان کرنا مقصود نہیں صرف مکرم ماجہ سونکو صاحب کے نام کے ساتھ اس کا ذکر از بس ضروری تھا اس لئے چند باتیں لکھ دیں۔ ان صاحب کے پاس ایک بڑا صندوق جُوجُوؤں سے بھرا ہوا تھا اور ان کے جسم پر بھی کئی جُوجُو بندھے ہوئے تھے جن میں سے ایک جُوجُو یہ اپنی کمر پر باندھے رکھتے تھے وہ زیادہ اہمیت کا حامل تھا اور اس کے بغیر انہیں چارہ نہیں ہوتا تھا۔

جب خاکسار کا ان سے رابطہ شروع ہوا تو انہیں عقائد احمدیت کے بارے میں بتدریج بتانا شروع کیا اور تبلیغ کا سلسلہ اور دوستی بنتی چلی گئی۔ قریباً سال کے بعد وہ صداقت احمدیت کے قائل ہو گئے یہ گریجوایٹ ٹیچر تھے اور اسکول میں بورڈنگ کے انچارج بھی تھے۔

خاکسار نے انہیں بیعت کرنے پر آمادہ کیا تو کہنے لگے آپ تو جُوجُو کے خلاف بولتے رہتے ہیں۔ مَیں جماعت کی صداقت کا تو قائل ہو گیا ہوں مگر مَیں جُوجُو کسی بھی صورت نہیں چھوڑ سکتا اگر بیعت کرنے کے باوجود ساتھ جُوجُو بھی رکھ سکتا ہوں تو پھر اس پر غور کر سکتا ہوں۔ خاکسار نے انہیں کہا کہ آپ پہلا قدم تو اٹھائیں۔ جُوجُو فی الحال بے شک ساتھ رکھیں ایک دن آپ خود بخود ہی پھینک دیں گے چند دنوں کے بعد انہوں نے بیعت کر لی۔ الحمدللہ۔

بیعت کرتے وقت انہوں نے کہا تھا کہ مَیں یہ معاملہ اپنی فیملی اور بھائیوں سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ احمدیت کے سخت مخالف ہیں۔ خاکسار نے کہا ٹھیک ہے ایسا ہی کر لیں۔ بیعت کے بعد ان کی آمد خاکسار کے پاس پہلے سے کافی زیادہ ہو گئی اور ہفتہ میں دو تین دن مغرب کیلئے آجاتے اسی طرح وقت گزرتا گیا اور غالباً دو ماہ بعد جب وہ مغرب کیلئے آئے تو انہوں نے کمر کے گرد باندھا ہوا جُوجُو بیت الخلاء جانے سے پہلے اتار کر ایک کھونٹی سے لٹکا دیا۔ پھر وضو کیا اور نماز میں شامل ہو گئے۔ نماز کے بعد جُوجُو وہیں بھول کر سکول میں اپنی رہائش گاہ چلے گئے۔ اس ہفتہ کے دوران وہ مشن ہاؤس میرے پاس نہ آسکے ہفتہ کے بعد جب آئے نماز ادا کی اور واپس جانے لگے تو وہ جُوجُو جو میرے ہاں یہ بھول گئے تھے اور خاکسار نے سنبھال کر رکھا ہوا تھا وہ لاکر انہیں دے دیا کہ گزشتہ دفعہ یہ آپ کا جُوجُو یہاں رہ گیا تھا۔ اسے دیکھ کر انہیں بہت خوشی ہوئی اور ہاتھ میں پکڑ کر کچھ دیر بغیر بولے مجھے دیکھتے رہے۔ پھر بولے کہ یہ آپ نے مجھے کیوں دیا ہے جبکہ آپ جُوجُو کے خلاف وعظ کرتے رہتے ہیں۔ خاکسار نے انہیں جواب دیا کہ میرے لئے تو یہ بالکل بیکار چیز ہے اور غلط چیز ہے مگر آپ کیلئے یہ چیز بڑی قیمتی ہے اور آپ نے بہت بڑی رقم صرف کر کے یہ خریدا ہوگا۔ یہ آپ کی ملکیت تھی جسے آپ یہاں بھول گئے تھے۔ جب خاکسار نے یہ دیکھا تو اسے سنبھال کر رکھا تاکہ آپ کے آنے پر آپ کے سپرد کر دوں سو ایسا ہی کیا ہے۔ انہوں نے وہ لیا اور سوچتے ہوئے اپنے گھر چلے گئے۔ اس پر کچھ عرصہ گزر گیا۔ رخصتوں میں وہ اپنے گاؤں گئے تو ایک روز وہاں اپنا جُوجُوؤں والا صندوق نکالا اور صحن میں رکھ کر سب کو آگ لگادی اور جلا کر راکھ کر دیے۔ واپس پہنچنے پر جب میرے پاس آئے تو یہ ماجرا سنایا۔ خاکسار نے پوچھا یہ آپ نے کیوں کیا۔ کہنے لگے جُوں جُوں مَیں نے احمدیت کا مطالعہ کیا اور آپ کو احمدیت پر جس طرح عمل پیرا پایا اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمارے یہ جُوجُو توہم پرستی اور بُت پرستی کے مترادف ہیں اور حقیقی توحید وہی ہے جو احمدیت سکھاتی ہے اس لئے مَیں نے اپنے جسم پر بندھے ہوئے جُوجُو بھی اور گھر میں مختلف مواقع اور ضرورتوں کیلئے رکھے ہوئے تمام جُوجُو اپنے گھر والوں کے سامنے جلا دئے ہیں اب کسی چیز کو چھپانے کی ضرورت نہیں۔

انہوں نے ایک خواب کی بنا پر احمدیت قبول کی۔ خواب میں انہوں نے جو نظارہ دیکھا اس کی انہوں نے خود یہ تعبیر نکالی کہ جو اسلام خاکسار انہیں پیش کرتا ہے یا جس اسلام کی تبلیغ کرتا ہے وہی حقیقی اسلام اور دینِ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ چنانچہ اس خواب کے بعد انہوں نے بیعت فارم پُر کیا تھا اور جماعت میں داخل ہوئے تھے۔ الحمدللہ۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: خطاب جلسہ سالانہ جرمنی از صفحہ نمبر 2

جس کا آج سے پہلے تصور ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ پس آج ایک اچھے حواری اور شاگرد کی طرح ہمارا کام ہے کہ دنیا کی بقا کیلئے، دنیا کو دائمی زندگی دینے کے لئے اُسے اُن خزائن میں حصہ دار بنائیں، اُس روحانی سمندر کی سیر کروائیں جو فرحت بخش اور دائمی زندگی دینے والا ہے۔

آج جرمنی کے احمدیوں سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ آپ کا یہ فرض ہے کہ تبلیغ کے لئے ایک خاص اور معین اور کریش پروگرام بنائیں کیونکہ جرمن قوم ایسی ہے جس میں دین کا رجحان ہے۔ کچھ عرصہ ہوا مجھے ایک جرمن ایمبسی کے افسر ملے انہوں نے کہا کہ جرمن قوم میں اسلام کو قبول کرنے کی طرف رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ اُس وقت اُنہوں نے مجھے بتایا کہ جرمنوں میں سے ہمارے اندازے کے مطابق کم از کم تین لاکھ جرمن مسلمان ہو چکا ہے۔ اور انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگر جرمنوں نے اسلام قبول کرنا ہے تو وہ احمدیت قبول کریں کیونکہ حقیقی اسلام یہی ہے۔ پس یہ جو اسلام کی طرف رجحان ہے اس کو حقیقی اسلام کی طرف رجحان میں ڈھالنے کی کوشش کریں اور اُن تک پیغام پہنچائیں جو اسلام کی تلاش میں ہیں۔ اور اگر آپ یہ نہیں کر رہے تو آپ اپنے احمدی ہونے کا حق ادا نہیں کر رہے کہ اُن کو بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیا ہے۔ پس اس کے لئے خاص کوشش کریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ایک تقریر میں ہمیں ایک موسیقی کی طرف توجہ دلائی تھی جو آج سے پندرہ سو سال پہلے بجائی گئی تھی، جس نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا، عرب و عجم کو خدا تعالیٰ کے حضور لا ڈالا تھا۔ وہ موسیقی جو آج سے ایک سو بیس سال پہلے مسیح محمدی نے دوبارہ بجائی ہے، جس نے جھوٹے خداؤں کی قلعی کھول دی ہے، جس نے خدائے واحد و یگانہ کی حکومت کا بگل بجا کے بندے کو خدا ماننے سے بچایا، جس نے تمام دنیا کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں لا ڈالنے کا اعلان کیا۔ پھر وہی موسیقی جس کی طرف آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کو توجہ دلائی تاکہ دنیا آسمانی بادشاہت کے قیام کے نظارے دیکھے۔ آج یہی موسیقی ہے جو ہماری زندگی اور بقا اور دنیا کی زندگی اور بقا کے لئے ضروری ہے۔ **پس اس زمانے کے حصن حصین کی پناہ میں آنے والو! آج پھر اس نوبت خانے سے ایک شان کے ساتھ اس موسیقی کی آواز اٹھانے کی ضرورت ہے جو تمام دنیاوی موسیقیوں پر حاوی ہو جائے۔ اور دنیا میں ایک ہی نعرہ سنا جانے لگے جو اللہ اکبر کا نعرہ ہو، اور ایک ہی کلمہ پڑھا جانے لگے جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا کلمہ ہو۔** پس میں دوبارہ اس بات کی یاددہانی کرواتا ہوں کہ اس سال کو مشرق و مغرب اور شمال اور جنوب میں بسنے والا ہر احمدی اس نعرہ کو ایک خاص شان اور نئے عزم کے ساتھ لگانے کی ابتدا کا نشان بنا دے۔ جماعت احمدیہ کی نئی صدی کی ابتدا اور پہلا سال دنیا میں انقلاب لانے کا ایک سنگ میل بن جائے۔ یورپ اور ایشیا، افریقہ اور امریکہ اور جزائر میں ایک ہی وقت میں اس نعرے کی آوازیں اور اس موسیقی کی دھنیں سنی جانے لگیں۔ پس اٹھو اور اپنی تمام تر صلاحیتیں اس کام میں صرف کر دو۔ اللہ تمہیں توفیق دے۔ اللہ ہمیں توفیق دے۔ آمین

اب ہم دعا کریں گے۔ اپنی دعا میں اسیران کو، شہداء کو، ان کی اولادوں کو، ان متاثرین کو جن پر کسی بھی وجہ سے، جماعت کی وجہ سے اثر پڑتا ہے، واقفین نو کو، واقفین زندگی کو، بیماروں کو، ضرورتمندوں کو اور سب کو یاد رکھیں۔ اسی طرح سب سے بڑھ کر اپنے ایمان کی مضبوطی کے لئے، خلافت سے تعلق کے لئے اور اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے بھی خاص دعائیں کریں۔ اب دعا کر لیں۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

....

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی یادیں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17 و 19/ نومبر 2007ء میں محترم رانا منظور احمد صاحب نے اپنی یادوں کے حوالہ سے حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی دلکش سیرۃ کو بیان کیا ہے۔ مضمون نگار کو قریباً تیس سال حضرت شیخ صاحب کی رفاقت میں دینی امور بجالانے کا موقع ملتا رہا۔ آپ لکھتے ہیں کہ مغرب کی نماز آپ کے گھر پر ہی ادا کیا کرتا تھا۔ کوشش کرتا کہ گھر سے وضو کر کے جاؤں کیونکہ اگر وضو کرنا ہوتا تو بعض اوقات محترم شیخ صاحب کو خود لوٹا تھام کر لاتے دیکھا۔ پھر نماز پڑھانے کا ارشاد بھی مجھے ہی فرماتے اور اگر وہاں کوئی دوسرے بزرگ بھی موجود ہوتے تو میری طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ یہ ہمارے گھر کے امام الصلوٰۃ ہیں۔

درمیانی نماز کی حفاظت کے حکم کی تعمیل کی طرف توجہ دلاتے رہتے۔ فرماتے: بارات، ولیمہ اور تقریبات کے درمیان آنے والی نماز وقت پر ادا کرنی چاہئے۔ نیز فرمایا کرتے کہ تہجد گزار کے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

قرآن کریم کافی حد تک حفظ تھا، ہر مضمون کی آیت نکال لیتے۔ خاکسار نے دوران ملازمت قرآن حفظ کرنے کی توفیق پائی تھی۔ اِس کا حوصلہ افزائی کے طور پر ذکر کرتے۔ نیز محترم چودھری نعمت اللہ خان صاحب ریٹائرڈ سیشن جج کا بھی جنہوں نے ججی کے دوران قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ جب پہلی بار مجھے تراویح میں قرآن سنانے کا موقع ملا تو بعد میں فرمایا کہ فلاں صاحب کچھ تحفہ پیش کرنا چاہتے تھے، مَیں نے انہیں کہہ دیا تھا کہ رانا صاحب نہیں لیں گے، کیا مَیں نے ٹھیک کیا؟۔ اس طرح میری تربیت کی۔

محترم شیخ صاحب نماز مغرب کے بعد مسجد میں ہلکا سا درس از کتب حضرت مسیح موعودؑ دیا کرتے تھے۔ فرمایا کہ تمام کتب کا درس کپورتھلہ اور فیصل آباد میں تین تین بار دے چکا ہوں۔

گزر بسر نہایت سادہ اور مسافرانہ تھی۔ مکان میں پرانی طرز کا گارے کا پلستر، زیراستعمال پرانا کوٹ اور پرانا بیگ، لباس جھاڑ پھونک سے مطلقاً بے نیاز، گھر میں استعمال والی جوتے کی ایڑی بٹھائی ہوئی، اپنے دفتر اور ساتھ والے کمرہ میں ننگے پاؤں بھی آجا لیتے۔ جلسہ سالانہ پر اگر آپ کی صدارت ہو یا کوئی خاص بات ہو تو سٹیج پر بیٹھتے ورنہ پیچھے پرالی پر بیٹھنا پسند تھا۔ 1994ء میں مجلس مشاورت کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے سانچے پر حضرت مصلح موعودؓ نے بنایا ہے کہ اگر خلیفہ ایک ایسے شخص کو جو سب کا خادم ہے، صدر مقرر کردے تو جو اُس کے مخدوم ہیں، وہ اپنے خادم کے ساتھ تعاون کرسکتے اور کام کرسکتے ہیں۔ اِس شوریٰ سے یہ بات واضح ہوجانی چاہئے کہ مَیں جو ایک ادنیٰ ترین خادم ہوں، اگر صدر بنایا گیا ہوں اُن لوگوں کا جو تمام کے تمام میرے مخدوم ہیں، جن میں ایسے بھی میرے مخدوم ہیں جن پر میرے دل و جان قربان ہیں تو یہ صرف نظام کی خوبی اور تاثیر ہے نہ کہ کسی اَور چیز کی۔

اپنے خدام کے ساتھ آپکی محبت اور حسن سلوک کا ایک نمایاں پہلو یہ تھا کہ جب کوئی موصی وفات پاجاتا تو اُس کے حساب کی بے باقی کے لئے نظارت بہشتی مقبرہ کو کھلا رقعہ دیدیتے۔ اس شفقت اور سہولت کی بدولت کئی خدام سلسلہ مقبرہ بہشتی میں پہنچ گئے۔

خاکسار کے ذاتی مکان کی بنیادی اینٹ بھی رکھی اور تعمیر کے دوران کئی بار فرمایا کہ جتنی ضرورت ہے مجھ سے پیسے لے لیں۔ شفقت کا سلوک ہر ایک سے یکساں تھا۔ میرے بیٹے کی شادی کے موقع پر احباب اپنے امیر کے ساتھ تصاویر بنارہے تھے۔ ایک طرف مسجد کے نقیب مکرم شیخ غلام محمد صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اُنہیں بلایا اور فرمایا: آئیں آپ بھی میرے ساتھ فوٹو بنوائیں۔

تحفہ قبول کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے۔ اگر ٹائپنگ کرنے کے سلسلہ میں بھی کبھی کوئی کاغذ یا ربن لے آیا تو قیمت ادا کرنے کے لئے اصرار کرتے۔

آپ کا ہینڈ رائٹنگ بہت صاف اور خوشخط تھا۔ تحقیقی کام بہت فرحت بخش ہوتا اور کچہریوں کی تھکاوٹ بھی بشاشت میں بدل جاتی۔ کبھی یہ نہیں فرمایا کہ آج نہیں، کل کام کریں گے۔ بلکہ چھوٹی موٹی بیماری میں بھی بیٹھ کر کام جاری رکھا۔ میری ٹائپنگ کی تعریف کرتے اور حوصلہ افزائی فرماتے۔ خاکسار کے آرام کا بھی خیال رکھتے اور کئی بار فرماتے کہ بس کریں، کافی کام ہوگیا ہے۔ اسی ضمن میں فرمایا کہ مَیں آپ کو مشقّت میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ چائے، بسکٹ، کھانا، خشک اور تازہ پھل، اوولٹین، کافی ملتی رہتی، سیب اپنے ہاتھ سے چھیل کر کھلاتے، آم کی قاشیں بنا کر دیتے۔ یہ تواضع سب کے لئے ہی تھی، صرف ہمارے لئے ہی خاص نہ تھی۔

ایک دن فرمایا: ''میں نے سلسلہ کے مقدمات میں کبھی فیس نہیں لی''۔

خاکسار کو اور مکرم چوہدری غلام دستگیر صاحب کو مکانوں کی سیٹلمنٹ کے مقدمات پیش آئے تو ہمارے کاغذات منگوائے۔ نماز کے بعد فرمایا: مسجد میں دنیا کا کام کرنا منع ہے لیکن یہ جماعت کے کارکن ہیں اس لئے میں یہ دینی کام ہی کررہا ہوں۔ خاکسار کو ابھی زیادہ واقفیت نہ تھی۔ کچھ نہ کچھ فیس دینے کی نیت سے گھر چلا گیا۔ جب مدعا عرض کرنے کی کوشش کی تو فرمایا: پیسے دینے ہوں تو اور وکیل تھوڑے ہیں۔ خاکسار اپنی غلطی کی معافی طلب کر کے واپس آگیا۔ اس مقدمہ کا فیصلہ خاکسار کے خلاف ہوگیا۔ فرمایا میں لاہور میں اپیل دائر کروں گا۔ میں آپ کے لئے تانگہ دیکھنے لگا کہ یکایک میرا سائیکل پکڑ کر احاطہ زرعی یونیورسٹی سے چنیوٹ بازار تک اس پر سوار ہوکر آگئے۔

مؤکل کے بارے میں اگر معلوم ہوجاتا کہ سچ پر نہیں ہے تو لی ہوئی فیس واپس کردیتے۔ کئی دفعہ ذکر کیا کہ بہت سے مقدمات، معاہدات کی عدم تحریر کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے کاروباری شراکت وغیرہ میں تحریری معاہدہ کی تاکید فرماتے۔

ایک مقدمہ کا ذکر کیا کہ مکرم رحمت اللہ صاحب مرحوم کی ایک شخص نے ظلم اور زیادتی سے ٹانگ توڑ دی۔ ریاست میں مقدمہ چلا۔ غیرمعمولی طور پر دادرسی نہ ہوسکی۔ ایک حاکم اعلیٰ جو مجھ سے حسن ظن رکھتا تھا۔ اُسے میں نے ماجرا سمجھایا۔ لیکن اس نے بھی یہ کہتے ہوئے معذرت کرلی کہ کل ہی میرا تبادلہ ہوگیا ہے۔ اس پر میں نے رحمت اللہ صاحب کو کہا: آپ کا مقدمہ آسمان پر چلا گیا ہے۔ جلد بعد ہی خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ ظالم شخص کھجوریں اتارنے کے لئے درخت پر چڑھا اوپر زہریلے ناگ نے ڈسا اور دھڑام سے نیچے آیا۔

بچیوں کی وکالت کی تعلیم کو پسند نہ کیا۔ خاکسار نے اپنی بیٹی کے متعلق مشورۃً عرض کیا کہ قانون کی تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہے۔ فرمایا: نہیں۔ میری طرف سے اسے پیغام دیں کہ یہ ارادہ ترک کردے۔

ایک روز ایک احمدی مشورہ کے لئے تشریف لائے اور کہا کہ مکان کا مختارنامہ اُن کے نام ہے۔ جبکہ اُن کے والد صاحب بوجہ احمدیت اُن پر اور ان کی والدہ صاحبہ پر بہت سختی کرتے ہیں چنانچہ کیوں نہ مختارنامہ کو استعمال کر کے جائیداد مذکورہ کو منتقل کروالیا جائے؟ فرمایا: یہ جائیداد آپ کے والد صاحب کی ہے۔ اس کا خیال بھی دل میں نہ لانا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی جناب سے اور بہت عطا فرمائے گا۔

آپ ذہانت و فطانت رکھنے والے اور بہت زودفہم تھے۔ بات کو طول دینا گوارا نہ تھا۔ تھوڑی بات سن کر نتیجہ اخذ کر لیتے تھے۔ معمورالاوقات ہونے کے باعث ٹوک بھی دیتے تھے کہ مطلب کی بات کریں۔ خود مَاقَلَّ وَ دَلَّ پر عمل پیرا تھے۔ لمبی کہانیاں اپنے مؤکل سے بھی نہ سنتے تھے اگرچہ اس نے کتنی بھاری فیس ادا کی ہوتی۔ اور یہاں معاملہ اس طرح چلتا گویا آپ نے اس کا کیس لے کر اس پر احسان کیا ہوا ہے۔

ایک مخلص دوست نے کسی بات پر ناراض ہوکر مقررہ امام الصلوٰۃ کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی۔ آپ حسب معمول نماز کے وقت تشریف لائے تو اُن صاحب نے بڑھ کر مصافحہ کرنا چاہا۔ لیکن آپ (یہ کہتے ہوئے) ایک طرف ہٹ کر مسجد میں داخل ہوگئے کہ آپ جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہتے ہیں، میں آپ سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ وہ دوست نماز کے بعد گھر پر حاضر ہوئے اور روتے ہوئے معافی کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے یہ نصیحت کرتے ہوئے معاف کردیا کہ آئندہ ایسی غلطی نہیں کرنی۔

آپ میں یہ ایک نمایاں وصف تھا کہ جس قدر بھی آزردہ اور ناراض ہوتے، معافی مانگنے پر غصہ غیرمعمولی طور پر فرو ہوجاتا اور معافی مل جاتی۔ ایک بار مسجد میں دعا کی تقریب سے قبل آپ نے فرمایا کہ مَیں اُس وقت تک دعا نہیں کرواؤں گا جب تک فلاں دو تاجر حضرات باہم صلح نہیں کرلیتے۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں اٹھے اور باہم صلح کرلی۔

محترم میاں عبدالسمیع صاحب نون لاہور سے تشریف لائے اور مکرم حافظ مسعود احمد صاحب آف سرگودھا کی علالت اور لاہور ہسپتال میں داخل ہونے کا ذکر کر کے کہا کہ حافظ صاحب موصوف نے جن الفاظ میں دعا کی درخواست کی ہے میں اسی کو دہراتا ہوں۔ اگر کوئی امر ناگوار خاطر ہو تو اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ یہ کہتے ہوئے انہوں نے محترم حافظ صاحب کا ارسال کردہ رومال پیش کیا اور کہا کہ حافظ صاحب نے درخواست کی ہے کہ اس رومال کو پاؤں پر پھیر کر اس پر دعا کر کے بھیج دیں۔ آپ نے وہ رومال پکڑا۔ اسے کھول کو دونوں ہاتھوں میں لیا۔ اپنے منہ پر پھیرا۔ پھر اپنے سر سے پگڑی یا تولیہ جو اس وقت سر پر تھا اتار کر اس رومال کو اپنے سر پر پھیلا کر دعا کی اور پھر تہہ لگا کر رومال مکرم نون صاحب کے حوالے کردیا۔

حضرت شیخ صاحب عیدین پر خاص احباب کو دعوت پر بلاتے۔ نہایت مزیدار کباب کھلاتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے فرماتے کہ گائے کا گوشت کھانے والے کو سچی خوابیں آتی ہیں۔ خود بہت کم خوراک لیتے تھے۔ بعض دفعہ آنے والوں کے لئے دروازہ خود کھولتے۔ رخصت کے لئے دروازہ تک آتے اور دروازہ خود بند کرتے۔

خدام الاحمدیہ کے ہال ''ایوان محمود'' کو دیکھ کر فرمایا۔ یہ حال (ہال) نہیں ''مستقبل'' ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات کے تابع جماعت احمدیہ نے کشمیر میں جو اہم قانونی خدمات سرانجام دیں، حضرت شیخ صاحب نے بارہا ان کا

ماہنامہ ''خالد'' نومبر 2007ء میں شائع ہونے والی مکرم چودھری محمد علی صاحب مظفر عارفی کے کلام سے انتخاب پیش ہے:

کبھی ان کا لطف و کرم دیکھتے ہیں
کبھی اپنی حالت کو ہم دیکھتے ہیں
وہ بخشش پہ مائل ہیں، مانیں نہ مانیں
ہم آواز کا زیر و بم دیکھتے ہیں
ہمی ہیں جو اُن کے لئے جی رہے ہیں
خوشی دیکھتے ہیں نہ غم دیکھتے ہیں
محبت کا انجام کیا ہو گا مضطر!
نہ وہ دیکھتے ہیں، نہ ہم دیکھتے ہیں

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ ستمبر 2007ء میں محترمہ مکرمہ سیدہ امۃ القدوس صاحبہ کے شائع ہونے والے کلام سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

رحمت کی آس میں مرا دستِ دُعا دراز
اِک نظرِ التفات سے مولا مجھے نواز
لمحے جدائیوں کے بہت ہوگئے طویل
فرقت کی لَے میں ڈوبی ہوئی ہے نوائے ساز
تیرے سوا ہے کون؟ تری ذات ہی تو ہے
مشکل کُشا ، مجیبِ دُعا ، ربِّ کارساز
تیرے ہی پاس ہے مرے ہر کرب کا علاج
چارہ گری کا کوئی کرشمہ! اے چارہ ساز

تذکرہ کیا۔ چند ایک واقعات حسب ذیل ہیں۔

☆ چیف جسٹس دلال، انصاف پسند، با اصول جج تھا۔ وکلاء میں اس کی سخت گیری کا چرچا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی خداداد فراست کی بنا پر خاکسار کو نصیحت کی کہ خود پسند ہے اپنی تعریف پسند کرتا ہے، مقدمات کی پیروی میں اس پہلو کو مدنظر رکھنا۔ خاکسار نے حضور کی اس نصیحت پر عمل سے بہت فائدہ اٹھایا۔ مقدمات کی سماعت کے دوران میں وکلاء حیرت زدہ رہ جاتے کہ اس باہر سے آئے ہوئے وکیل نے جسٹس دلال جیسے شخص کا کیسا اعتماد حاصل کر لیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت سے سخت اور پیچیدہ فوجداری مقدمات میں کامیابی حاصل کی اور مظلوم کشمیری مسلمانوں کی بریت اور رہائی کا سامان کیا۔

☆ ایک دفعہ شیخ محمد عبداللہ صاحب نے یہ غلطی کی کہ جسٹس دلال صاحب کا جنازہ بنا کر جلوس نکال دیا جس سے وہ سخت برہم ہوا۔ خاکسار نے مظلوم مسلمانوں کی حالت زار کی تفاصیل سامنے رکھ کر اسے یہ تأثر دیا کہ جو کچھ ہوا ہے بامر مجبوری ہوا ہے۔ بڑی مشکل سے ٹھنڈا کیا اور مسلمانوں کے مقدمات کو نقصان پہنچنے کا خطرہ دور ہوا۔ شیخ محمد عبداللہ صاحب بہت ممنون ہوئے اور بعد میں تمام معاملات میں خاکسار کے مشورہ پر عمل کرتے رہے۔

☆ محترم برادرم شیخ بشیر احمد صاحب (ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ لاہور) ایک ماتحت عدالت میں ایک مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے۔ حاکم علاقہ نے مخالفین کی اس شکایت پر کہ باہر سے وکیل آ کر نقص امن کی صورت پیدا کر رہے ہیں، اُن کا داخلہ اپنے علاقہ میں ممنوع قرار دیدیا۔ خاکسار نے جسٹس دلال صاحب کو صورتحال سے آگاہ کیا کہ اس طرح انصاف اور فریادرسی کی راہ میں رکاوٹ ڈالی گئی ہے تو انہوں نے کہا کہ اگرچہ میں حاکم علاقہ کی عملداری میں دخل انداز نہیں ہو سکتا لیکن عدالت تو میرے ماتحت ہے۔ میں عدالت کو حکم دیتا ہوں کہ علاقہ ممنوعہ کی سرحد پر آ کر مقدمہ کی سماعت کرے۔ اس طرح محترم شیخ بشیر احمد صاحب تاریخ پیشی پر سرحدی مقام پر پہنچ جاتے اور عدالت برائے سماعت مقدمہ اس جگہ پہنچ جاتی۔

☆ مسلمانوں نے تنگ آ کر پولیس مقابلہ کر ڈالا اور بعض ملازمین کو ضربات بھی پہنچیں۔ سخت مقدمہ ہوا۔ شہادتیں پختہ اور سزایابی ناگزیر کی صورت پیدا ہوگئی۔ چیف جسٹس صاحب کی عدالت سے (جو خود مصر تھے کہ توہین سرکار کا جرم ہے۔ سزا ضروری دی جائے گی) اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے خاکسار نے ایک ایک کو بری کرا لیا۔

ماہنامہ ’’خالد‘‘ اکتوبر 2007ء میں شامل اشاعت مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

جو بھی تجھ سا دکھائی دیتا ہے
مجھ کو اپنا دکھائی دیتا ہے
آنکھ اس کی ستارہ لگتی ہے
چاند چہرہ دکھائی دیتا ہے
یہ ضروری نہیں کہ ہو ویسا
ہم کو جیسا دکھائی دیتا ہے
تجھ کو آتا ہے میرا عیب نظر
مجھ کو تیرا دکھائی دیتا ہے

علاقہ ملکانہ میں فتنہ شدھی کے خلاف کام کرنے کی بھی سعادت آپ کو میسر آئی۔ ایک خطرناک علاقے سے آپ بھیس بدل کر گزرے۔ تہ بند نیچے سے کس کر۔ قمیص اور پیسے گڑوی میں چھپا کر۔ اس گڑوی کو کندھے کے پیچھے سوٹی سے لٹکا کر۔ جوگیانہ طریق پر اس علاقہ سے گزرے۔

مارچ 1921ء میں غیر از جماعت علماء نے قادیان میں جلسہ کرنا چاہا۔ جن کے بد ارادوں سے فساد کا اندیشہ تھا۔ جمعہ کا دن تھا۔ نماز کے بعد امیر صاحب ضلع لاہور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے فرمایا کہ احمدیہ ہوسٹل (لاہور) کے تمام طلباء رات کو 9 بجے گاڑی سے قادیان کے لئے روانہ ہو جائیں۔ یونیورسٹی کے امتحان عین قریب تھے۔ خاکسار نے بغرض اطمینان استصواب کیا کہ آیا آئندہ امتحان دینے والے طلباء بھی پابند ہیں؟ امیر صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ اس دفعہ کا امتحان قادیان میں ہی ہو جائے گا...... رات کے ساڑھے بارہ بجے گاڑی بٹالہ سٹیشن پہنچی۔ ہم میں سے بعض طلباء نے یکوں کو تلاش کرنا چاہا۔ اتنے میں کسی نے بتایا کہ امیر صاحب پیدل ایک فرلانگ آگے نکل گئے ہیں۔ اس پر سب طلباء پیدل چل پڑے...... صبح ہماری ڈیوٹی بہشتی مقبرہ کی حفاظت قرار پائی...... تین دن پہرہ کے بعد جب مخالفین کا جلسہ ختم ہوا تو پہرہ ہٹا لیا گیا۔ قادیان سے واپسی پر میرا یکہ الٹ گیا اور میرے جسم پر آ پڑا۔ میرے کندھے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ شدید درد و کرب کی حالت میں مجھے میو ہسپتال لایا گیا۔ 18 دن کے بعد ہسپتال سے فارغ ہوا۔ ہڈی کے جوڑ کی وجہ سے میرا بازو نصف انچ کے قریب چھوٹا ہو گیا ہے۔ درزی کو دونوں بازوؤں کا الگ الگ ناپ دیا کرتا ہوں۔ سردی کے موسم میں اس جگہ ہلکا ہلکا درد ہوتا ہے۔ لیکن کتنا میٹھا ہے یہ درد۔ (کالج کا فائنل امتحان پھر آپ نے اگلے سال پاس کیا)

فارسی کے دو مشہور شعراء کا ذکر کیا۔ ان میں سے ایک آزاد منش تھا۔ جب فوت ہوا تو دوسرے نے خواب میں دیکھا کہ بہشت کے گل و گلزار میں شاداں و فرحاں ہے۔ اس نے حیران ہو کر سوال کیا کہ تُو تو دنیا میں دین و مذہب سے لاپرواہ تھا۔ تُو یہاں کیسے پہنچ گیا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے توحید کے متعلق میرے دو شعر پسند کر لئے اور مجھے بخش دیا۔ ان اشعار کا ترجمہ ہے:

☆ میں اس پاک پروردگار کی حمد و ثناء بیان کرتا ہوں جو خاک کو بولنے والا اور دیکھنے والا بنا دیتا ہے۔

☆ ایک چیونٹی کو شیر نر کی گوشمالی کی قدرت عطا کر دیتا ہے اور مچھر کو جنگی ہاتھی پر حملہ آور ہونے کی قدرت بخش دیتا ہے۔

فرمایا جہل و علم کی بعض شاخیں ہیں۔ کسی پرانے شاعر کے تین شعر سناتے جن کا ترجمہ یوں ہے:

1۔ وہ شخص جو علم نہیں رکھتا لیکن سمجھتا ہے کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے، وہ ہمیشہ ہمیش جہل مرکب میں گرفتار رہتا ہے۔

2۔ اور وہ شخص جو کہ علم تو رکھتا ہے لیکن یہ بھی احساس رکھتا ہے کہ میں بھی عالم ہوں۔ یہ بھی کسی طور پر اپنے گدھے کو منزل پر پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوتا ہے۔

3۔ اور وہ شخص جو کہ عالم ہے لیکن اپنی بے بضاعتی کا ادراک رکھتا ہے۔ یہ شخص ہے جو اپنے خوشی کے گھوڑے کو آسمانوں سے بلند تر لے جاتا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کا یہ عالی وقار بندہ، نابغہ روزگار ہستی، تواضع اور سراسر فروتنی کا پیکر دنیا سے اپنی خداداد علمیت کا لوہا منوا کر، بین الاقوامی اعزاز حاصل کر کے، پیاروں سے رخصت ہو کر پیاروں سے جا ملا۔ آپ کی تحقیق ام الالسنہ سے حضرت مسیح موعود کی صداقت ثابت ہوئی اور آپ کا نام رہتی دنیا تک زندۂ جاوید ہو گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں: ’’ہم نہایت خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مخلص دوستوں نے اشتراک السنہ ثابت کرنے کے لئے وہ جانفشانی کی ہے جو یقیناً اس وقت تک اس صفحۂ دنیا میں یادگار رہے گی جب تک کہ یہ دنیا آباد ہے......‘‘۔

زہے خوش نصیبی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا: مجھے ان سے گہری ذاتی محبت تھی۔

نیز فرمایا۔ میں نے ایک نظم میں ایک شعر خاص طور پر ان کو ذہن میں رکھ کر کہا۔ وہ شعر تھا ؎

یہ شجر خزاں رسیدہ ہے مجھے عزیز یارب
یہ اِک اور فصلِ تازہ کی بہار تک تو پہنچے

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ سالانہ نمبر 2007ء میں قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کے چند ایمان افروز واقعات مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

قرآن کریم ایک حیرت انگیز اور انقلاب آفریں کلام ہے جس نے کفر، جہالت اور کبر و غرور کے تاریک گڑھوں میں پڑے لوگوں کو خدانما، قطب اور ولی بنا دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام قبول کرنے کا باعث بھی یہی قرآن ہوا۔ بلکہ آپؓ کے اندر حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن شداد کا بیان ہے کہ میں باوجود اس کے کہ پچھلی صف میں رہتا تھا لیکن حضرت عمرؓ قرآن پڑھ کر اس زور سے روتے تھے کہ میں رونے کی آواز سنتا تھا۔ حضرت امام حسن کا بیان ہے کہ ایک دفعہ نماز میں حضرت عمرؓ جب سورۃ الطّور کی آٹھویں آیت پر پہنچے تو روتے روتے آنکھیں سوج گئیں۔ آپؓ بظاہر بہت سخت طبیعت تھے لیکن جب قرآن کریم کا کوئی حصہ آپ کے سامنے پڑھا جاتا تو فوراً آپ کا دل نرم پڑ جاتا۔

☆ حضرت حسان بن ثابتؓ، عامرؓ بن اکوع، طفیل بن عمروؓ، اسود بن سریع، کعب بن زہیر اور عبداللہؓ بن رواحہ وغیرہ سب عرب کے مشہور شاعر تھے مگر قرآن مجید کے سامنے ان سب نے سر نیاز خم کیا۔ لبید عرب کا ایک مشہور شاعر اور سبعہ معلقہ کی بزم مشاعرہ کے ایک رکن تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے آپ سے چند اشعار کی فرمائش کی تو انہوں نے جواب دیا ’جب خدا نے مجھ کو بقرہ اور آل عمران سکھائی تو مجھے شعر کہنا زیبا نہیں‘۔

☆ ضماد ازدی جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، وہ یہ سن کر کہ محمدؐ (نعوذ باللہ) دیوانے ہو گئے ہیں، آپؐ کے علاج کیلئے آئے۔ آپؐ نے مختصر سی حمد اور کلمہ شہادت پڑھا تو وہ سن کر متحیر رہ گئے، تین دفعہ پڑھوا کر سنا، پھر کہا کہ خدا کی قسم! میں نے کاہنوں کی بولی اور جادوگروں کے منتر اور شاعروں کے قصائد سنے ہیں، لیکن تمہارا کلام کچھ اور ہی ہے، یہ تو سمندر تک میں اثر کر جائے گا۔

☆ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل اور قریش کے دیگر اکابر نے مشورہ کیا کہ محمدؐ کی تحریک روز بروز زور پکڑتی جاتی ہے۔ کسی آدمی کو تلاش کرنا چاہیے جو جادو، کہانت اور شعر کہنا جانتا ہو کہ یہ معلوم ہو کہ یہ کیا ہے؟ قریش کے سردار عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ میں یہ سب کچھ جانتا ہوں، کہو تو میں جا کر دیکھوں۔ چنانچہ آستانہ نبویؐ میں آ کر اس نے صلح کی کچھ شرائط پیش کیں۔ آنحضرتؐ نے اس کے جواب میں سورۃ حٰمٓ السجدہ پڑھنی شروع کی۔ کچھ ہی آیتیں پڑھی تھیں کہ اس نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ قرابت کا واسطہ بس کرو۔ پھر وہ چند روز تک گھر سے باہر نہیں نکلا۔ ابوجہل نے جا کر کہا ’’کیوں عتبہ! محمدؐ کے یہاں کھانا کھا کر پھسل گئے‘‘۔ عتبہ نے کہا ’’تم جانتے ہو کہ میں سب سے زیادہ دولت مند ہوں، مجھ کو دولت کی طمع دامن گیر نہیں ہو سکتی، لیکن محمد نے میرے اس جواب میں جو کلام پیش کیا وہ نہ شعر تھا، نہ کہانت، نہ جادو۔ میں نے ایسا کلام کبھی نہیں سنا۔ اُنہوں نے جو کلام پڑھا اس میں عذاب الٰہی کی دھمکی تھی۔ میں نے ان کو قرابت کا واسطہ دیا کہ چپ ہو جائیں، میں ڈرا کہ تم پر عذاب نہ آ جائے‘‘۔ لوگوں نے کہا محمدؐ نے اپنی زبان سے عتبہ پر جادو کر دیا۔

☆ ولید بن مغیرہ قریش میں بڑا دولتمند اور صاحب اثر تھا، وہ ایک دفعہ آپؐ کی خدمت میں آیا اور فرمائش کی کچھ پڑھ کر سنایئے۔ آپؐ نے چند آیتیں پڑھیں، اس نے مقرر پڑھوا کر سنیں، آخر بے خود ہو کر بولا: ’’خدا کی قسم! اس میں کچھ اور ہی شیرینی اور تازگی ہے۔...... یہ کسی انسان کا کلام نہیں‘‘۔

☆ نجاشی کے دربار میں حضرت جعفرؓ نے جب سورۃ مریم کی تلاوت کی تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر کہا: ’’خدا کی قسم! یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں‘‘۔

☆ حضرت جبیرؓ بن مطعم اسیران بدر کو چھڑانے آئے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سورۃ طور کی ایک دو آیتیں سن لیں تو فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

☆ حضرت طفیلؓ بن عمرو دوسی کے کانوں میں اتفاقیہ قرآن مجید کی چند آیتیں پہنچ گئیں تو مسلمان ہو گئے۔ طائف کے سفر میں حضرت خالد العدوانیؓ نے آپؐ کو سورۃ طارق پڑھتے سنا تو گو وہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے مگر پوری سورۃ اُن کو یاد ہو گئی۔

☆ حبشہ سے بیس آدمیوں کی جماعت حاضر ہوئی۔ آپؐ نے ان کو قرآن مجید پڑھ کر سنایا تو اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ، حضرت ابوسلمہؓ اور حضرت ارقم بن ارقم یہ تینوں قرآن کی ہی مقناطیسی کشش سے مسلمان ہوئے۔

☆ آنحضرت ﷺ نے اُس امام الصلوٰۃ کو جنت کی خوشخبری دی جو سورۃ الاخلاص سے محبت کی وجہ سے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد کسی دوسری سورۃ سے پہلے اسے ضرور پڑھا کرتے تھے۔

ماہنامہ ’’خالد‘‘ اکتوبر 2007ء میں شامل اشاعت مکرم چوہدری محمد علی صاحب مضطر عارفی کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

دیوارِ رنگ ہر کہیں حائل ہے راہ میں
ہے پھول پھول حسن کے زنداں لئے ہوئے
وہ چاند آ کے جا بھی چکا، صبح ہو چکی
اب آ گئے ہو دیدۂ گریاں لئے ہوئے
یہ کون پھر رہا ہے گلِ تر کے آس پاس
پلکوں پہ اپنی آتشِ عریاں لئے ہوئے
یوسف کے انتظار میں مضطر غریب بھی
بیٹھا ہے کب سے نقدِ دل و جاں لئے ہوئے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
13th November 2009 – 19th November 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 13th November 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:25	Yassarnal Qur'an
00:55	MTA International News
01:30	Liqa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th October 1995.
02:35	Dars-e-Malfoozat
03:00	MTA World News
03:20	Tarjamatul Qur'an class: An in-depth explanation of Quranic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18 November 1998.
04:25	Jalsa Salana Qadian Address: An address delivered on 27th December 2005 by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on the occasion of Jalsa Salana Qadian.
05:15	MTA Variety: Journey of Kihlafat.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 12th February 2006.
08:20	Siraiki Service
08:55	Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jamaat.
10:05	Indonesian Service
11:15	Seerat Sahaba Rasool (saw)
11:55	Tilawat & MTA International News
13:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh Mosque, London
14:10	Dars-e-Hadith
14:25	Bengali Mulaqa'at
15:25	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Friday Sermon
17:15	Darul Barakat Inauguration
17:35	Le Francais C'est Facile [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam. Hosted by Muhammad Sharif with various guests.
20:35	MTA International News
21:10	Friday Sermon [R]
22:20	Introduction to the Holy Qur'an
22:50	Reply to Allegations [R]

Saturday 14th November 2009

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:25	Le Francais C'est Facile
01:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 90, recorded on 18th October 1995.
02:55	MTA World News
03:15	Friday Sermon: rec. on 13th November 2009.
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 12th February 2006.
08:10	Question and Answer Session: Recorded on 8th July 1995.
09:15	Friday Sermon: rec. on 13th November 2009. [R]
10:15	Indonesian Service
11:05	French Service
11:45	Land of the Long White Cloud
12:15	Tilawat
12:25	Yassarnal Qur'an
12:50	Live Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
13:50	Bangla Shomprochar
14:50	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal class [R]
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:15	Dars-e-Hadith
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News
21:00	Jalsa Salana Germany Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 1st August 2004.
22:00	Rah-e-Huda [R]
23:30	Friday Sermon: rec. on 13th November 2009. [R]

Sunday 15th November 2009

00:35	MTA World News
00:55	Yassarnal Qur'an
01:20	Tilawat
01:30	Liqa Ma'al Arab: Session no. 91, recorded on 19th October 1995.
02:30	Ashab-e-Ahmad
03:15	MTA World News
03:30	Friday Sermon recorded on 13th November 2009.
04:30	Faith Matters
05:30	Land of the Long White Cloud
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Children's class with Huzoor recorded on 18th February 2006.
07:45	Faith Matters
08:50	Introduction to the Holy Qur'an
09:05	Learning Arabic: Lesson no. 2.
09:25	Huzoor's Tours: a programme documenting Huzoor's tour of Scandinavia in 2005.
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 8th June 2007.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:50	Yassarnal Qur'an
13:10	Bengali Service: Reply to Allegations
14:05	Friday Sermon
15:10	Children's Class [R]
16:20	Faith Matters [R]
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:45	Children's class [R]
21:50	Friday Sermon [R]
22:55	Seerat-un-Nabi (saw)

Monday 16th November 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:30	Yassarnal Qur'an
00:50	MTA International News
01:20	Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th October 1995.
02:25	Friday Sermon: rec. on 6th November 2009
03:30	MTA World News
03:50	Introduction to the Holy Qur'an [R]
04:05	Question and Answer Session: rec. on 10th April 1998.
05:15	Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	MTA International News
07:00	Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht class with Huzoor, recorded on 26th February 2006.
08:00	Le Francais C'est Facile
08:30	Rencontre Avec Les Francophones: A mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 30th November 1998.
09:30	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 11th September 2009.
10:35	Jalsa Salana Qadian 2009
11:50	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA International News
13:00	Bangla Shomprochar
14:15	Friday Sermon
15:00	Jalsa Salana Scandinavia 2005: an address delivered by Huzoor.
16:00	Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht [R]
17:00	Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat recorded on 30th November 1998 [R]
18:05	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 25th October 1995.
20:40	MTA News
20:55	Le Francais C'est Facile [R]
21:15	Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht [R]
22:15	Medical Matters [R]
22:55	Friday Sermon [R]
23:35	Jalsa Salana Qadian 2009

Tuesday 17th November 2009

00:35	MTA World News
00:50	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:45	Le Francais Cest Facile
02:10	Liqa Ma'al Arab: rec. on 25th October 1995.
03:10	Medical Matters
03:50	MTA World News
04:05	Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat recorded on 30th November 1998 [R]
05:05	Jalsa Salana Scandinavia 2005 [R]
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Huzoor recorded on 7th March 2006.
08:00	Question and Answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st May 1998, part 1.
09:00	Spectrum: Launch of Rabwah report.
09:25	MTA Travel: a visit to Istanbul, Turkey.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 6th February 2009.
12:10	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:10	Yassarnal Qur'an
13:40	Bangla Shomprochar
14:40	Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on the occasion of Ansarullah Ijtema.
15:40	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
16:35	Question and Answer Session [R]
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 13th November 2009.
20:35	MTA International News
21:10	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:00	Majlis Ansarullah Ijtema [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan [R]

Wednesday 18th November 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:25	Yassarnal Qur'an
00:55	Liqa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 26th October 1995.
02:00	Spectrum: Launch of Rabwah Report
02:25	Learning Arabic: lesson no. 4.
02:40	MTA World News
02:55	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 31st May 1998, part 1.
03:50	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
04:55	Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on the occasion of Ansarullah Ijtema.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:55	Children's class with Huzoor recorded on 4th February 2006.
08:00	Homeopathy
08:30	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 18th April 1998, part 2.
09:25	Indonesian Service
10:25	Swahili Service
11:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
11:50	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th March 1985.
13:05	Bangla Shomprochar
14:10	Jalsa Salana Germany 2004: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 22nd August 2004.
15:25	Children's class [R]
16:30	Question and Answer Session [R]
17:30	MTA World News
17:45	Dars-e-Hadith
17:55	Arabic Service
19:00	Liqa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 31st October 1995.
20:00	MTA International News
20:30	Children's class [R]
21:35	Jalsa Salana Germany 2004 [R]
22:45	From the Archives [R]

Thursday 19th November 2009

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Liqa Ma'al Arab: rec. on 31st October 1995.
01:55	MTA World News
02:10	From the Archives [R]
03:35	Land of the Long White Cloud
04:10	Homeopathy [R]
04:45	Jalsa Salana Germany 2004 [R]
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 25th March 2006.
08:00	Faith Matters
09:05	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th October 1995.
10:05	Indonesian Service
11:05	Pushto Service
11:50	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:25	Yassarnal Qur'an
12:50	Jalsa Salana Qadian 2005: An address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 27th December 2005.
13:50	Shotter Shondhane
14:55	Tarjamatul Quran Class: recorded on 24th November 1998.
15:55	Khilafat-e-Ahmadiyya
16:15	Yassarnal Qur'an
16:40	English Mulaqat [R]`
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	Faith Matters [R]
21:35	Tarjamatul Quran Class [R]
22:40	Jalsa Salana Qadian 2005 [R]
23:30	Khilafat-e-Ahmadiyya [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)**

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 06 November , 2009 | Issue No. 45

پاکستانی میڈیا احمدیوں کے عقائد کو غلط رنگ میں پیش کر کے اشتعال پھیلا رہا ہے

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

یوں تو پاکستانی اخبارات اور چینلز ہمیشہ ہی احمدیوں کے عقائد کو غلط رنگ میں پیش کر کے مسلمانوں کو اشتعال دلاتے رہتے ہیں لیکن آج کل وہ اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے اس بارہ میں خاص طور پر سرگرم نظر آتے ہیں اور پھر ظلم یہ ہے کہ حکومت نے احمدیوں کی تبلیغ پر پابندی لگا کر انہیں جواب دینے کے حق سے محروم کر رکھا ہے۔ گویا ویسی ہی بات ہے جیسے کسی شاعر نے کہا تھا کہ ؎

خود ہی قاتل خود ہی شاہد خود ہی منصف ٹھہرے
میرے ورثاء کریں خون کا دعویٰ کس پر

مخالفین احمدیت کی ہر بات کی تان اس پر آ کر ٹوٹتی ہے کہ احمدی ختم نبوت کے منکر ہیں اور آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ احمدی کلمہ گو ہیں اور قرآن کریم کو اللہ کی آخری کتاب مانتے ہیں جس میں آنحضرتؐ کو خاتم النبیین کا عظیم الشان خطاب اور مقام دیا گیا ہے جو کسی اور نبی کو نہیں دیا گیا۔ تو پھر احمدی ختم نبوت کے منکر کیسے ہو سکتے ہیں؟

احمدی انہی معنوں میں آپؐ کو خاتم النبیین مانتے ہیں جن معنوں میں اُمّت محمدیہ کے چوٹی کے بزرگ مانتے چلے آئے ہیں اور جن میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند بھی شامل تھے۔ جن کی پیروی کے دعویدار آج ہماری جماعت کے شدید ترین مخالف ہیں۔ اگر وہ انصاف اور دیانتداری سے کام لیتے تو آج ’’خاتم النبیین‘‘ کی تشریح میں ہمارے ہمنوا ہوتے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ختم نبوت کے عقیدہ پر احمدیوں کا غیروں سے اختلاف حقیقی نہیں بلکہ صرف لفظی نزاع ہے۔ اور ہم نبی کی مروجہ اصطلاح کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ’’نبی‘‘ نہیں مانتے بلکہ قرآن کے مطابق نئی اصطلاح میں ’’اُمّتی نبی‘‘ مانتے ہیں۔

مسلمانوں میں مروجہ اصطلاح کے مطابق نبی وہی ہو سکتا ہے جو یا تو نئی شریعت لائے یا ضرورت زمانہ کے مطابق کوئی نیا حکم لائے۔ شریعت میں اگر کوئی بگاڑ پیدا ہو گیا ہو تو اس کی اصلاح کرے اور اس کو مقام نبوت اپنے سے پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں بلکہ براہ راست ملا ہو۔ یہ مستقل نبی کی تعریف ہے جو آدمؑ سے لے کر آنحضرت ﷺ تک ہر نبی پر صادق آتی ہے۔ لیکن اب چونکہ دین کامل ہو چکا ہے اور قرآن مجید کی صورت میں شریعت کی نعمت تمام ہو چکی ہے اور قرآن کی حفاظت کا خدا نے ذمہ لے لیا ہے اس لئے مروجہ اصطلاح کے مطابق نبوت (یعنی شریعت کاملاً یا جزوًا لانا) ختم ہو چکی ہے اور آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ وہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت سے باہر ہو جائے گا، خود اپنی سنّت جاری کرے گا اور کسی قرآنی حکم میں تغیر و تبدل کرے گا۔ لہٰذا احمدی ہرگز مروجہ اصطلاح کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی نہیں مانتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمّت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خداتعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے‘‘۔

(الحکم جلد 3 صفحہ 29۔ 1899ء۔ بحوالہ ’نبوت وخلافت‘ صفحہ 42)

الغرض نبوت کے مسئلہ پر احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی حقیقی اختلاف نہیں بلکہ صرف لفظی نزاع ہے کیونکہ اصل اختلاف صرف لفظ نبی کی اصطلاح کا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ مَیں نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں مَیں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ وَلِکُلٍّ اَنْ یَّصْطَلِحَ‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503)

وَلِکُلٍّ اَنْ یَّصْطَلِحَ کا مطلب ہے کہ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ کوئی اصطلاح بنائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لفظ نبی کی یہ اصطلاح خدا کے حکم سے جاری فرمائی ہے۔ اس لئے آپ خدا کے حکم سے نبی ہیں لیکن اس نئی قائم کردہ اصطلاح کی رو سے، نہ کہ مسلمانوں کی مروجہ اصطلاح کے مطابق۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وضع کردہ نبی کی جدید اصطلاح قرآن مجید کے مطابق ہے۔ ہر نبی رسول ہوتا ہے۔ نبی کے معنے ہیں ’’خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا‘‘۔ اور رسول کے معنے ہیں ’’خدا کی طرف سے بھیجا گیا‘‘۔ رسول کا مقام قرآن میں یوں بیان ہوا ہے کہ خدا اس سے کثرت سے ہمکلام ہوتا ہے جو یقینی اور قطعی ہوتا ہے اور نفس اور شیطان کے دخل سے پاک ہوتا ہے۔ رسول کے الہام کی بطور خاص حفاظت کی جاتی ہے تا وہ دعویٰ اور تحدّی کے ساتھ دنیا کے سامنے اسے پیش کر سکے۔ اگر اس کے ایک الہام پر بھی شک کا سایہ پڑ جائے تو اس کے ماموریت والے الہام پر بھی شبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ مامور کے معنے ہیں جس کو خدا اپنے امر (حکم) سے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کرے اور اس کا ماننا ضروری ہے۔ لہٰذا ہر نبی مامور اور ہر مامور نبی ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی اُمّت میں آنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدیؑ جن کا مسلمانوں کو انتظار ہے ان کا یقینی اور بکثرت الہامات کے ذریعہ خدا کی طرف سے مامور ہونا ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’نبی کے معنے لغت کی رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مُصفّٰی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی اور یہ آیت روکتی ہے کہ لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا ۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن: 27-28) اب اگر آنحضرت ﷺ کے بعد ان معنوں کی رُو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ اُمّت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے۔ کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خداتعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسّط آنجنابؐ اور ایسی فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد اور احمد رکھا جائے یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے۔ وَمَنْ ادَّعٰی فَقَدْ کَفَرَ۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 433-434)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار وضاحت فرمائی ہے کہ مسلمانوں میں رائج نبی کی اصطلاح آزاد (Independent) نبی کی ہے جو اپنے سے پہلے کسی نبی کا اُمّتی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے آپ صرف نبی نہیں کہلا سکتے بلکہ آپ ’’اُمّتی نبی‘‘ ہیں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا مَیں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ خداتعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضہ رُوحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپؐ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے مَیں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی۔ اور میری نبوت آنحضرت ﷺ کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام اُمّتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت ﷺ کی اتباع اور آپؐ کے ذریعہ سے ملا ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 154)

یہی وجہ ہے کہ عام مسلمانوں کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے احمدی حضرت مسیح موعودؑ کے لئے صرف نبی کا نام استعمال نہیں کرتے بلکہ ’’اُمّتی نبی‘‘ کہتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ آپ مسلمانوں کی مروّجہ اصطلاح کی رو سے نبی نہیں بلکہ خدا کے حکم سے قائم کردہ نبی کی جدید اصطلاح کے مطابق نبی ہیں۔

کیا ہمارے مخالفین دیانتداری سے کام لیتے ہوئے کبھی اس کا ذکر بھی کریں گے؟

❀❀❀❀❀❀

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا فون نمبر

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number: 020 8875 4321

Fax Number: 020 8870 5234

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد